PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-mail : purkhas@gmail.com}

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

جلد ۲۷ شمارہ ۹ ستمبر ۲۰۱۹ء مطابق مُحَرَّمُ ۱۴۴۱ھ

سر پرست :
حضرت مولانا محمد کلیم صد یقی

مجلس مشاورت
☆ مولانا محمد طاھر ندوی
☆ مولانا محمد اقبال قاسمی
☆ مفتی محمد ھا رون مظاھری

اداره کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں
ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفرنگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

مدیر
وصی سلیمان ندوی

پتہ
دفتر ارمغان
پُھلت ضلع مظفر نگر
Phulat, Distt. Muzaffar Nagar
251201 (U.P.) INDIA
Mob : +91-7060450315
9359774316 , 9412411876
e-mail : arm313@gmail.com
armuganphulat@yahoo.com
Website: www.armughan.net

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی
سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری
مشیراعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی
مشیر قانونی : امجدعلی ایڈوکیٹ
موبائیل : 9897354040

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25 روپئے ❖ سالانہ 300 روپئے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500 روپئے
❖ اعزازی تعاون 1000 روپئے ❖ بیرونی ممالک سے 30 امریکی ڈالر ❖ لائف ممبرشپ 8000 روپئے (برائے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفرنگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفرنگر سے شائع کیا
(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ)	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	حضرت پیر صاحبؒ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵
☆	...اور ذکر کی محفل سونی ہوگئی	مفتی محمد عفان منصور پوری	۱۰
☆	وائے افسوس پیر محمد طلحہ بھی رخصت ہو گئے	مولانا فضیل احمد ناصری	۱۲
☆	رونق بزم گئی آج جہاں سے.... (نظم)	مولانا محمد سلمان (مرغوب پور)	۱۴
☆	تصوف وسلوک کے امام	حافظ محمد ادریس صاحب	۱۵
☆	کچھ ایسے ہیں جو مر کر بولتے ہیں	مولانا کبیر الدین فاران مظاہری	۱۷
☆	نسیم ہدایت کے جھونکے (انٹرویو)	ثنا حذیفہ	۲۱
☆	رواجی و حقیقی مسلمان اور کار دعوت	مولانا محمد کلیم صدیقی	۲۳
☆	ہرگز مشتعل نہ ہوں	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۲۸
☆	حضرت زبیر بن العوامؓ	راحت علی صدیقی قاسمی	۳۱
☆	طلاق کیا ہے؟	مولانا نجیب قاسمی سنبھلی	۳۴
☆	خبروں کی دنیا	محمد ادریس ولی اللہی	۳۷
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۸
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۳۹

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **ستمبر** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعوت دین کی راہ میں دینی مدارس کا قائدانہ رول ضروری ہے

دعوت دین کا مبارک کام ہر دور کی ملت اسلامیہ کی اولین ضرورت اور اس کی ترقی کی شاہ کلید ہے، دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کی قوت، ان کی بیداری اور نمو کا انحصار اس بات پر ہے کہ اسلامی دعوت کا ابر رحمت ہر خشک اور بنجر زمین پر ٹوٹ کر برسے اور اسے سیراب کردے، دین اسلام کے داعی اور سپاہی دنیا بھر میں پھیل کر شہادت حق کا فریضہ اس بلند آہنگی کے ساتھ انجام دیں کہ خزاں رسیدہ اس دنیا میں بہار آجائے اور اس کو گوشہ امن وعافیت نصیب ہوجائے، جس طرح یہ کام ہمارے قومی، ملی اور سماجی مسائل کا حل اور علاج ہے، اور عالم انسانیت، خصوصا ہمارے ملک کے موجودہ حالات میں ملت کی سربلندی کا کارگر نسخہ ہے، اسی طرح یہ کام ملت اسلامیہ کے ہر طبقہ اور ہر جماعت سے مطلوب ہے، اس سلسلہ میں ہماری ذمہ داری کی نوعیت الگ الگ ہوسکتی ہے لیکن دعوتی کام سے راہ فرار کسی بھی صورت میں ناقابل قبول ہے۔

ہندوستان کی ملت اسلامیہ میں اسلام کی جو رمق ہے اور ان کی زندگیوں میں جو دین داری ہے وہ بلاشبہ بالواسطہ یا بلاواسطہ دینی مدارس کا فیض اور ان سے وابستہ علما کرام کی کوششوں کا ثمرہ ہے، اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اس ملک میں مسلمانوں کی کسی بھی قیادت کے لئے دینی مدارس سے وابستہ حضرات ہی مؤثر ہوتے ہیں اور ان کی قیادت کے بغیر کوئی بھی تحریک کامیابی کا چہرہ بمشکل دیکھ پاتی ہے۔ دین وشریعت اور خدمت اسلام کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو مدارس کے علماء نے تشنہ چھوڑا ہو، اور اس راہ میں سنگ میل قائم نہ کئے ہوں، ان حضرات کے نزدیک دعوت کا مفہوم محدود نہیں ہے، بلکہ اسلام کے تعارف واشاعت، اور اس کی خدمت کے ہر میدان کو وہ دعوت کا کام سمجھتے ہیں، اور حالات کے لحاظ سے خدمت دین کا جو تقاضا بھی سامنے آتا ہے اس پر لبیک کہتے رہے ہیں، اور خدمت اسلام کا یہ سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ اس لئے برادران وطن اور اقوام عالم میں دعوت دین کے کام کو مسلسل ومنظّم کرنے، اور اس کو اپنی زندگی کا نصب العین بنانے کے لئے بھی مدارس کے ماحول سے ہی توقع کی جانی چاہئے۔

اس پس منظر میں دعوت دین کی راہ میں بھی کسی بڑی کامیابی کے لئے مدارس اسلامیہ کا کردار لازمی ہے اور ان کی بھرپور فعال شرکت کے بغیر بڑی فتوحات حاصل نہیں کی جاسکتیں۔ اس لئے مدارس اسلامیہ میں دعوتی ماحول کی فراہمی، دعوتی تجربات کی روشنی میں دعوتی کام کا طریق، اس کی نزاکتیں، اس سے متعلق مسائل ومشکلات کے ساتھ، اس راہ کی ضروریات پر توجہ دینے کی خاص ضرورت ہے۔ جدید تہذیب اور افکار و معتقدات کے موجودہ طوفان کا رخ موڑنے کے لئے نظریات کا علم ضروری ہے، ان زبانوں

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

پر عبور بھی درکار ہے جن کے سہارے یہ افکار ونظریات پھیل رہے ہیں، پھر ان زبانوں کے ذریعہ اقوام وملل سے تخاطب کی صلاحیت درکار ہے، پھر اس کے بعد میدان عمل میں اترنے کا مرحلہ آتا ہے، اس لئے کہ انبیاء کرام کی زندگی کا بڑا حصہ غیر مسلموں سے گفتگو، دعوت یا کشمکش میں گذرا ہے، ظاہر ہے کہ اس زندگی کی کوئی جھلک علماء کرام کی زندگیوں میں بھی آنی چاہیئے۔

ختم نبوت کے صدقہ میں جب اس پوری امت کو داعی مقرر کیا گیا ہے تو ضروری ہے کہ ہم سب کو اس کا شعور بھی ہو، ہمارے اندرون میں یہ احساس کچوکے لیتا ہو کہ اب تک ہماری دعوتی ذمہ داری کے کیا نتائج نکلے ہیں، اور کتنے لوگ ابولہب کے خیمہ سے نکل کر شریعت محمدی سے وابستہ ہوئے ہیں، ہمیں یہ بھی معلوم ہو کہ کسی نئے مدعو کو دعوت کیا دینی ہے، کیسے دینی ہے، قرآن کریم کی کون سی آیات استدلال میں مؤثر ہوتی ہیں، سیرت نبوی کے کون سے واقعات اس راہ میں کام آسکتے ہیں، کس جگہ کون سا اسلوب درکار ہے، کسی کو کلمہ کیسے پڑھانا ہے، اس کے سلسلہ میں بات کہاں سے شروع کرنی ہے، اور کہاں ختم کرنی ہے، اگر مدعو مثبت ذہنیت کے ساتھ کچھ سوالات رکھے یا اسلامی نظام کے بارے میں کچھ شکوک وشبہات کا حل چاہتا ہو تو کون سا طریقہ اپنایا جائے، وہ کون سے سوالات ہیں جو اس راہ میں اکثر پوچھے جاتے ہیں۔

یہ اور اس طرح کے متعدد سوالات ہیں جن کے جواب ملت کے ہر فرد کو ایک داعی ہونے کی وجہ سے معلوم ہونے چاہئیں، لیکن مدارس کی چہار دیواری میں تو اس سلسلہ کی تحقیقی معلومات اور مٹیریل موجود ہونا ہی چاہیئے، غور کرنے کا مقام ہے کہ جس طرح ہمارے احاطہ میں فرق ضالہ کے سلسلہ میں بھرپور مواد موجود ہوتا ہے جس کے ذریعہ ہم اپنی قوم کو باطل تحریکات اور ان کے افکار و نظریات سے تحفظ فراہم کرتے ہیں اور ان کا لقمۂ تر نہیں بننے دیتے، کیا اسی طرح ہمارے پاس دعوت دین کے موضوع پر بھرپور مٹیریل، اس موضوع کی کتابیں، اس راہ کے تجربات، اور اس کام کے سلسلہ میں ایک پوری ٹیم نہیں ہونی چاہیئے۔ جس طرح ہم مدارس کو اشاعت اسلام کا مراکز کہتے ہیں، ان میں دوسرے اور تمام اشاعتی کاموں کے ساتھ خالص دعوتی اور اشاعتی اسپرٹ اور نئے بندگان خدا کو فتح کرنے کی بھرپور تیاری تو ہونی ہی چاہیئے۔

مدارس کے دعوتی کردار کو مزید مؤثر بنانے کے لئے دعوتی نہج پر طلباء کی ذہن سازی کی شدید ضرورت ہے، مدارس سے فارغ ہونے والے طلباء دعوتی ذہن لے کر نکلتے ہوں، وہ جہاں بھی رہتے ہوں دین کے داعی کی حیثیت رکھتے ہوں اور دعوت و اصلاح کے ہمہ جہت پروگرام میں حصہ لیتے ہوں، اور ان کی دعوتی سرگرمیوں کا دائرہ بہت وسیع ہو، اس کے لئے مدارس کے موجود نظام میں گنجائش نکالی جانی چاہیئے۔ مدارس میں تخصص فی الدعوۃ کے ایک منظّم شعبہ کا قیام، نصاب تعلیم میں سیرت نبوی اور سیرت صحابہ سے مزین خالص دعوتی لٹریچر کی تعلیم کا نظم، قرآن کریم کے ساتھ دوسرے ذرائع سے انبیاء کی دعوتی کوششوں کے طریق کار، طرز وانداز کی، وضاحت کے ساتھ تعلیم بھی ضروری ہے، کم از کم اس احساس کی تو بہر حال ضرورت ہے کہ ہم سب داعی ہیں، اور ہمارا اصل کام اور مشن دعوت الی اللہ ہے، اور جب، اور جہاں کوئی مدعو ملے تو ہم اسے ڈیل کرنے کی صلاحیت اپنے اندر رکھتے ہوں۔

وصی سلیمان ندوی

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

حضرت پیر صاحب مولانا محمد طلحہ کاندھلویؒ

کچھ یادیں کچھ باتیں

مولانا محمدّ کلیم صدّیقی

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

جون ۱۹۷۵ء کی بات ہے یہ حقیر میرٹھ کالج میں بی ایس سی کا طالب علم تھا، ہمارے بہنوئی جناب سید سردار حسین مرحوم نے اس حقیر سے فرمایا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نوراللہ مرقدہ مدینہ منورہ سے واپس آگئے ہیں، چلیں حضرت سے ملاقات کے لئے چلتے ہیں، یہ حقیر جس کو بزرگوں اور اللہ والوں سے مکاتبت کا بہت شوق تھا، اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کتنے ہی سالوں سے یہ حقیر بے تکے عریضے ارسال کرتا رہتا تھا، حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کی کمال عنایت اور شفقت تھی کہ حضرت شیخ بھی خطوط کا جواب بالالتزام تحریر فرماتے تھے، تو خوشی ہوئی کہ حضرت کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل ہوجائے گا اگلے روز سہارن پور حاضری کا پروگرام بنالیا، اس دیہاتی، گنوار اور بے ادب کو سوچ کر زمین میں گڑ جانے کو دل چاہتا ہے کہ الحمدللہ گھر کا ماحول دینی تھا، اور والدین بھی بڑا دینی ذوق رکھتے تھے، والد ماجد بچپن میں دادا مرحوم کے ساتھ حضرت مولانا بہاء الدین چندیروی (جو امیر المومنین حضرت سید احمد شہیدؒ کے سلسلہ کے بزرگوں میں تھے) سے بیعت ہوئے تھے اور بعد میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا تھا، حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بھی حاضری دیتے تھے، اور بیک وقت حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ، حضرت مولانا اسعد اللہؒ ناظم مدرسہ مظاہر علوم، اور خود حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے بے تکلف ایک طرح کا دوستانہ تعلق رکھتے تھے، جو حضرت مولانا سید محمد نبیہؒ اور حضرت مولانا محمد رفیع صاحب کے یہاں خانجہاں پور میں ملتے رہتے تھے، (جن سے حضرت والد ماجد کا بہت ہی قریبی دوستانہ تعلق تھا، اور ان حضرات کے یہاں ان تینوں بزرگوں کی وقتاً فوقتاً تشریف آوری ہوتی رہتی تھی) والدہ ماجدہ بھی خود بہت ہی نیک اور صالحہ، پھلت کے فرید دوراں حضرت مولانا علاء الدین صدیقیؒ جن کا زہد اور تقویٰ اور تدین متقدمین کی یاد تازہ کرتا تھا، سے بیعت تھیں، اس کے باوجود نہ جانے کس مدہوشی میں ایک نیا جوڑا انگریزی لباس کا سلوالیا تھا، جو اس وقت پینٹ اور بیل بوٹم کہلاتا تھا، جو نیچے سے چوڑا تھا اور اس کا بہت فیشن چل رہا تھا، اور ہلکے انگوری رنگ کی شرٹ تھی، جس کے کالر بھی کتے کے کانوں کی طرح ہوتے تھے، اور ڈاگ کالر کہلاتے تھے، میں نے وہی نیا جوڑا سفر کے لئے پہنا، اور ہم دونوں ٹرین سے سہارن پور پہنچ گئے، مظاہر علوم قدیم کی مسجد میں، پورے ملک سے حضرت کی ملاقات کے لئے جم غفیر امڈا ہوا تھا، عصر کی نماز ہم نے بھی جماعت سے پڑھی، جو لوگ مجلس اور آداب سے، اور حضرت شیخ کے معمولات اور تمام چیزوں سے واقف تھے، وہ نماز کے بعد جلدی جلدی مسجد میں بیٹھ گئے، مسجد کھچا کھچ بھر گئی، ہم لوگ دیہاتی اور ایسے اہتمام کی چیزوں سے انجان تھے، ہمیں بیٹھنے کی جگہ بھی نہیں ملی، مسجد میں

پی۔ ڈی۔ ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

جہاں نمازیوں کے جوتے رکھے جاتے تھے، ہم لوگ بھی وہیں جوتیوں پر بیٹھ گئے، کسی کتاب کی تعلیم ہوئی، تعلیم کے بعد اعلان ہوا کہ جو لوگ جانے والے ہیں اس وقت، لائن سے مصافحہ کے لئے آجائیں، اور جو لوگ ابھی آئے ہیں وہ انشاء اللہ صبح مصافحہ کریں گے، یہ حقیر بھائی صاحب سے عرض کرنے لگا کہ ہم تو جانے والوں میں بھی مصافحہ و ملاقات کریں گے، اور آنے والوں میں بھی دوبارہ صبح کو مصافحہ کرلیں گے، درمیان میں کچھ جگہ بن گئی، لوگ لائن سے مصافحہ کرنے لگے، بھائی صاحب سید سردار مرحوم جو حد درجہ متواضع اور منکسر المزاج طبیعت رکھتے تھے، کہنے لگے، کہاں ہم گندے اور گناہ گار اور کہاں حضرت شیخ جیسی عظیم شخصیت بس میں تو یہیں سے زیارت کر لیتا ہوں، ہمارے لئے یہ بھی سعادت ہے، مگر یہ حقیر لائن میں لگ گیا، کافی دیر کے بعد جب اس حقیر کا لائن میں نمبر آیا تو اس حقیر نے محسوس کیا کہ حضرت شیخ اس حقیر کو دیر سے ٹکٹکی باندھے غور سے دیکھ رہے ہیں، جب اس گنوار کا مصافحہ کا نمبر آیا تو شیخ نے میرا ہاتھ زور سے دبا کر فرمایا: آ پیارے تو جانے والوں میں بھی مصافحہ ملالے اور آنیوالوں میں بھی، آج میں تجھ سے مصافحہ ملانے ہی بیٹھا ہوں، اور میرے ہاتھ کو ایک ہاتھ سے دبا کر دوسرا ہاتھ دیر تک اس پر مارتے رہے اور یہی فرماتے رہے، لائن تقریباً پانچ منٹ رکی رہی، مولانا نصیر الدین جو مہمانوں کے کھانے اور تمام امور کے ذمہ دار تھے، وہ حضرت سے سفارش کرنے لگے، یہ سمجھ کر کہ شاید کوئی غلطی ہوئی ہے، کہنے لگے حضرت لڑکا ہے معاف کر دیجئے، مگر مجھے ان کی سفارش اچھی نہیں لگ رہی تھی کہ یہ جلدی کیوں ہاتھ چھڑوانا چاہ رہے ہیں، لوگ اٹھ اٹھ کر دیکھنے لگے کہ آخر ہوا کیا ہے، مصافحہ کرکے واپس آئے، رات تک ہم وہاں رہے، بھائی صاحب مرحوم نے عشا کے کچھ دیر بعد فرمایا یہاں پر بھیڑ زیادہ ہے، زیارت بھی ہوگئی ہے اور تمہارا تو مصافحہ بھی خوب ہوگیا ہے، چلو چھتیس گڑھ اکسپریس کا وقت ہے، ابھی واپس کھتولی چلتے ہیں، میں نے شروع میں تو منع کیا مگر بعد میں مجبوراً واپس آگیا۔

نہ جانے کس شفقت اور محبت سے حضرت شیخ نے مصافحہ ملایا تھا کہ پھر شیخ کے وصال تک دل حضرت شیخ اور ان کے قدموں سے چپک سا گیا، الحمد للہ حاضری ہوتی رہی، اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ بھی شاید پھلت کی نسبت سے، اور بعد میں سیدی وسندی میرے حضرت والا، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ کی غلامی کی وجہ سے خاص عنایت کا تعلق فرماتے تھے، وہاں پر ہر حاضری میں جو چیز سب سے زیادہ اپنی طرف ضرور متوجہ کرتی تھی کہ حضرت شیخ الحدیثؒ جن کی خدمت میں اتنے سارے بزرگوں اور بزرگوں سے تعلق رکھنے والے خواص اور عوام کا مجمع رہتا تھا، جن میں عوام سے زیادہ خواص امت، مشاہیر، اکابرین، زعماء اور ہر طبقہ کے خواص، یہاں تک کہ کبھی فلم انڈسٹری کے قائدین تک ہوتے تھے، ان تمام مہمانوں کی خبر گیری، حضرت شیخ الحدیثؒ کی مثالی کریمانہ میزبانی اور ضیافت جس کو سمجھنا اس شخص کے لئے شاید ممکن نہیں جب تک خود حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری کی سعادت نصیب نہ ہوئی ہو، خصوصاً خواص امت جن کی تعداد غالباً عوام سے زیادہ ہوتی تھی، کی ضیافت اور میزبانی اس طرح کی جاتی تھی، جیسے کسی اکلوتی بیٹی کے سسرال والوں کی، کی جاتی ہے، اس پوری میزبانی میں حضرت شیخ کے اکلوتے صاحب زادے اور اس بے تاج بادشاہ کے اکلوتے شہزادے حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب بالکل تیز رفتار بس کی طرح دن رات دوڑتے اور خدمت کرتے دکھائی دیتے تھے، جیسے یہ ایک لوہے کی مشین ہے جو کبھی تھکتی ہی نہیں، اس حقیر نے اپنی زندگی میں کسی ایسے بھاری جسم اور قوی الجثہ انسان کو حضرت مولانا طلحہ صاحبؒ سے زیادہ پھرتیلا اور مسلسل مہمانوں کی خدمت میں اس قدر مستعد اور چستی کے ساتھ دوڑنے والا کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت شیخؒ بس ہر لمحہ ہر کام کے لئے طلحہ طلحہ کی آواز لگاتے

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

رہتے، اور وہ آخری درجہ میں فرمانبردار غلام کی طرح جی ابا جی ،کرکے ہروقت ایک ٹانگ پر کھڑے رہتے تھے،اور شیخ نے ان سے خدمت گذاری میں ایسا مجاہدہ لیا کہ صاحبزادگی کا تصور بھی رگ رگ سے نکل جائے،مشہور ہے کہ عبادت سے ملتی ہے جنت، اورخدمت سے ملتا ہے خدا،اور بقول میرے حضرت والا اس دور کے نظام الدین اولیاء کی جیسی زندہ تابندہ خانقاہ میں، اولیاء، اتقیا،صوفیا،سالکین،عارفین اور اللہ کیلئے آنے والے ذاکرین کی اس درجہ خدمت گذاری نے حضرت مولانا طلحہؒ پر ایک منفرد رنگ چڑھادیا تھا، جس کوقرآن مجید کی صدا کے مطابق:

صبغة الله و من احسن من الله صبغة

(اللہ کا رنگ،اوراللہ کے رنگ سے بہتر رنگ کس کا ہوسکتا ہے)

کہہ سکتے ہیں،اوران کا حال مخبر صادق علیہ السلام کے فرمان کے مطابق ایسا تھا کہ'' اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے، بقول شاعر:

فنا اتنا تو ہوجاؤں میں تیری ذات عالی میں
جو مجھ کو دیکھ لے،اس کوترا دیدار ہوجائے

چہرہ کی نورانیت،شخصیت،وجاہت اوررعب،نالہ نیم شبی، اور بے حد کثرتِ ذکر کے اثر سے گلابی ابلی ہوئی آنکھیں ہر ملنے والے اورنظر ڈالنے والے کواپنی طرف متوجہ کرتی تھیں کہ یہ کوئی ایسی ہستی ہے جسے کثرت ذکر نے خود مجسم ذکر بنادیا ہے، بقول علامہ اقبال:

مجسم حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق
بتا اے دل کوئی ایسا حسیں بھی ہے حسینوں میں
جلاسکتی ہے شمعِ کشتہ کوموجِ نفس ان کی
الٰہی کیا بھرا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

صرف ایک محبوب حقیقی جس سے دل لگایا ہے ،اور دن رات جس کا ہردم،اور ہر بن مو سے ذکرکیا اور کرایا ہے،اس کا نام رٹنا،اس کے لئے جینا اور اس کے لئے مرنا،اور اس کے لئے مرنے کا شوق،یہ۔

یہ تھے حضرت بقیۃ السلف ، حجۃ اللہ فی الارض حضرت شیخ الحدیث ،فضائل اعمال اور اوجز المسالک کے مصنف،نہ جانے کتنی عند اللہ اور عند الناس ،خصوصا عند الخواص مقبول تصنیفات کے مرتب حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ کی اولاد میں چھ سات بہنوں میں اکلوتے بھائی اورحضرت کے صاحب زادے،حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی ،جنھیں خدمت خاص و عام،اور ذکر ومحبت کی بھٹی میں پکا کر ان کے مربی اور والد نامدار نے محبوب حقیقی سے محبت کیسے کی جاتی ہے،اور کیسے اس سے دل لگانے کا حق ادا کیا جاتا ہے،کا کمال اس درجہ پر پہنچادیا تھا کہ، جس دن دنیا میں ملت ابراہیمی سے نسبت رکھنے والی امت ، انسانیت کے سرخیل عاشقاں ابراہیم خلیل اللہ کے جگر پارے ، حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کے ذبح کی یاد میں دنبوں بکروں اور دوسرے جانوروں کی قربانی کرکے سنت ابراہیمی کی یادتازہ کررہی تھی،اسی عید قرباں کے دن،قربانی کے افضل ترین وقت میں خود اپنی جان، جانِ آفریں کے سپرد کرکے عشق ومحبت کا حق ادا کردیا، اورایسا لگا کہ﴿ **رجال صدقوا ما عاهد و الله عليه،فمنهم من قضىٰ نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا**﴾

(وہ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو سچ کردکھایا،ان میں سے کچھ نے اپنی خواہش پوری کرلیااور کچھ منتظر ہیں،اوروہ بدلے نہیں ہیں) کی روشنی میں،کب سے منہم من ینتظر کے انتظار کوختم کرکے منہم من قضیٰ نحبہ کا درجہ حاصل کرلیا۔

لوگ انہیں پیر صاحب کے لقب سے یاد کرتے تھے،اور اس لقب کے ساتھ ایک بڑا تاریخی واقعہ وابستہ تھا،کاندھلہ کے مشائخ کے خاندان میں چاروں طرف مشائخ اور اولیاء کے بیچ آنکھ کھولنے والے مولانا طلحہ صاحب کواسی لائن سے مناسبت تھی، اورکھیل بھی بچپن میں ان کے پیروں مریدوں کے سے تھے،ایک دن بچپن میں بچوں کوکھیل کھیل میں مرید کررہے تھے،شیخ الاسلام

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ تشریف لائے، انھوں نے دیکھا حضرت مولانا طلحہ، جن کی عمر چند سال کی تھی، بچوں کو مرید کررہے ہیں، انھوں نے فرمایا کہ ہمیں بھی مرید کرلو پیر صاحب، مولانا طلحہ نے کہا، جی آپ بھی ہوجاؤ، اور حضرت مدنیؒ کو مرید کرلیا، حضرت شیخ الاسلامؒ اسی وقت بچپن سے مولانا طلحہ صاحب کو پیر صاحب کہنے لگے تھے، بس ساری دنیا میں حضرت مولانا طلحہ کا لقب پیر صاحب پڑ گیا، حضرت شیخ الاسلامؒ جن کو حضرت شیخ الحدیثؒ سے حد درجہ والہانہ تعلق تھا، ایک بار سہارن پور تشریف لائے، حضرت شیخ سے مل کر کسی ضروری پروگرام میں شرکت کے لئے واپس جانا تھا، راستہ میں مولانا طلحہ جو بچے تھے، مل گئے، اور بولے آپ رک جایئے، آپ ہمارے روکنے سے کبھی نہیں رکتے، حضرت مدنی نے اپنا سفر کا پروگرام منسوخ کرکے قیام کرلیا، شیخ کو ان کے رکنے پر حیرت ہوئی، بالآخر پروگرام تبدیل کرنے کی وجہ معلوم کی، تو حضرت مدنی نے فرمایا کہ پیر صاحب روکیں اور ہم نہ رکیں، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

قرآن مجید میں باری تعالیٰ عزاسمہ کا فرمان ہے:

وما امروا الا لیعبدو اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء

(اور انھیں حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لئے دین کو خالص کرکے، یکسو ہوکر)

حنیف (یعنی یکسو) ہوکر آدمی کیسے مخلص ہوتا ہے، یہ حضرت مولانا طلحہ کو دیکھ کر سمجھ میں آتا تھا، اللہ کی رضا کے لئے جینا، جس کے لئے شریعت اور سنت کی اتباع ضروری ہے، بس یہی ان کی ایک پسند تھی۔ شریعت اور سنت کے خلاف کوئی بات ان کے لئے ناقابل برداشت تھی، اس کے لئے وہ کبھی بھی مغلوب الحال ہوجاتے تھے، اور بعض آنے والے ابتلا میں پھنس جاتے تھے، اور وہ بہت جلال میں آجاتے تھے، مگر ان کا یہ جلال صرف اور صرف اللہ کے لئے ہوتا تھا، ایک بار یہ حقیر کچھ رفقاء کے ساتھ خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، ہمارے ایک دوست جو اعلیٰ انگریزی تعلیم یافتہ تھے، اور بڑے تاجر تھے اور خاندانی طور پر ایک بڑے دینی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، ساتھ تھے، اتفاق سے ہم لوگوں میں سب سے پہلے مصافحہ کے لئے آگے بڑھے، اس حقیر نے تعارف کرایا کہ یہ فلاں بزرگ کے پوتے ہیں، بس کیا تھا، چہرہ سرخ ہوگیا اور بہت زور سے ناراض ہوکر ایک طمانچہ ان کے چہرہ پر رسید کرکے فرمایا: شرم نہیں آتی، یہ یہودیوں والی صورت بنا کر پھرتے ہو، اور اتنے بڑے مولانا کا خود کو پوتا کہتے ہو، وہ بیچارے اس کا تحمل نہ کرسکے، کافی روز تک اہل دین سے بالکل دور ہوگئے، یہ حقیر چونکہ ان سے قریب کا تعلق رکھتا تھا، ان پر لگا رہا، اور تلافی کے لئے ایک بار پھر سہارن پور کا پروگرام بنایا، لاکھ خوشامد کرکے ان کو مولانا طلحہ کی خدمت میں لے گیا، اور جاکر پہلے حضرت سے درخواست کی، کچھ اللہ کے نبی کی سنت کا واسطہ دیا، حضرت نے ان کا بہت اکرام فرمایا، اور فرمایا واقعی میری غلطی تھی، آپ بدلہ لے لو، آپ میرے منہ پر چانٹا ماردو، میں نے سنت کے خلاف کیا۔

ان کی ذات ''الحب للہ والبغض للہ'' کی مصداق تھی، اس سلسلہ میں **ولا یخافون لومۃ لائم** (وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے) ان کا امتیاز تھا، اور جس چیز کو وہ اپنی دانست میں شریعت یا دین کے خلاف سمجھتے تھے اس میں وہ کسی کی پروا نہیں کرتے تھے، ایسا بھی ہوا کہ کسی کہنے والے نے ایک دوبار ندوۃ العلماء کے بارے میں بے سند باتیں بتائیں، تو انھوں نے میرے حضرت والا حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی، جن کا حضرت شیخ الحدیثؒ کے یہاں بے حد لحاظ ہوتا تھا، اور پیر طلحہ صاحب، حضرت مولانا کو اپنے مشائخ میں شمار کرتے تھے، اس کے باوجود حضرت مولانا کو کئی بار خطوط لکھے کہ بعض لوگوں نے ایسا ایسا بتایا کہ ندوہ میں یہ ہورہا ہے، آپ اس کی اصلاح فرمایئے۔ میرے حضرت والا جو حضرت مولانا طلحہ کی صاحب زادگی کا بے حد خیال فرماتے تھے، بڑی محبت سے ان کو حقیقت حال سے واقف کراتے اور ان کی غلط فہمی دور کراتے۔

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

دینی مکاتب کا قیام اور ذکر کی مجالس کا قیام ان دو کاموں سے انہیں عشق کے درجہ میں تعلق تھا، اس کے لئے انھوں نے کتابچہ کی شکل میں خطوط لکھے اور شائع کرائے، ایک بار میری حاضری پر دوسو کاپیاں ہماری گاڑی میں رکھوائیں اور بار بار تاکید کی کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو تقسیم کریں، اور اس پر کام کریں۔

حضرت شیخ الحدیث کے متوسلین اور مسترشدین کی بڑی تعداد خود ان سے تجدید بیعت کر کے وابستہ ہوگئی تھی، اور خانقاہ میں بڑی تعداد میں لوگوں کا ہجوم رہتا تھا، جو رمضان اور اعتکاف میں بہت بڑھ جاتا تھا، ذکر کی کثرت ان کا خاص امتیاز تھا، کبھی کبھی وہ رائے پور تشریف لاتے، خانقاہ میں دیر تک ان کی مجلس ذکر جاری رہتی، اور گرد و نواح سے لوگ آ کر اس میں شریک ہوتے، ان کی ذات گرامی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی، کتنے پریشان حال ان کے پاس ملنے آتے، لا علاج مریض، بے اولاد مایوس، کیسے کیسے مسائل میں پھنسے ہوئے لوگ ہوتے، حضرت مولانا طلحہ ان کے لئے ہاتھ اٹھاتے، اور اللہ تعالی ان کے ہاتھوں کی لاج رکھ کر کیسی کیسی مشکلوں سے لوگوں کو عافیت عطا فرماتے، یہ حقیر جب بھی ان سے ملتا تو حدیث نبوی: (ربّ اشعث اغبر لو اقسم علی اللہ لابرّہ) کچھ بھٹی پرانی ٹوپیوں والے اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جو اللہ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔ یہ الفاظ حدیث یاد آتے اور دل یہ کہتا کہ جن لوگوں کی اللہ تعالی قسمیں پوری کرتے ہیں، مولانا طلحہ ضرور ان میں سے ہیں۔

ہمارے ایک بزرگ کرم فرما دوست جو اس حقیر سے بے تکلفی اور عنایت کا تعلق رکھتے ہیں، گنگوہ میں بعض مسائل کی وجہ سے گنگوہ چھوڑ کر دہلی کی سکونت اختیار کر لی، ہر وقت سلوک و تصوف کے رسیا، بلکہ ابدالیت، قطبیت کا ذکر اور مردان غیب کی تلاش و جستجو کے دیوانے ہیں، کسی نے ان سے کہہ دیا کہ دہلی کا قطب تمہیں بنایا جائے گا، ہو سکتا ہے اس خیال سے انہوں نے دہلی کی سکونت اختیار کی ہو۔ ایک روز یہ حقیر اور وہ حضرت، ہریانہ کے کسی سفر سے گنگوہ کے راستہ سے واپس ہو رہے تھے، معلوم ہوا کہ پیر طلحہ صاحب گنگوہ تشریف لائے ہوئے ہیں، ملاقات کی، ان صاحب نے بھی ملاقات کی، پیر صاحب نے ایک دم فرمایا: تم تو باؤلے ہو، گنگوہ چھوڑ کر دہلی چلے گئے، قطب تو ہم گنگوہ میں رہ کر بھی بنوا رہے تھے، گنگوہ چھوڑنے کی جگہ تھوڑی ہے، واپس آ جاؤ، ہم اپنے اللہ سے کہہ دیں گے، راستہ میں اس حقیر نے اصرار کیا تو انھوں نے بتایا کہ واقعی مجھے یہ گمان تھا کہ دہلی رہ کر مجھے دہلی کی خدمت مل جائے گی، میں نے کہا، آپ نے پیر صاحب سے اس کا ذکر کیا تھا کیا؟ وہ بولے بالکل نہیں، آج چھ ماہ بعد تو میری ملاقات ہوئی ہے۔

کشف تو پیر طلحہ صاحب کا بہت بڑھا ہوا تھا، اور اس کا مشاہدہ ایک دو نہیں سیکڑوں کو ہوتا تھا، حضرت شیخ الحدیثؒ کے منتسبین، خلفاء، شاگردوں کا لامتناہی سلسلہ ہے، جو ان کے میخانہ معرفت و علم سے سیراب ساری دنیا میں خم خانے لٹا رہے ہیں، ان سے لوگ شراب معرفت کی دوکانوں سے دولت حاصل کر رہے ہیں، مگر حضرت مولانا پیر طلحہ کی جو بات تھی وہ دوسروں میں کہاں؟

ان کا وصال ہندوستانی ملت اسلامیہ ہندیہ کا بہت بڑا خسارہ ہے، اللہ کی شان فعال لما یرید، علی کل شئی قدیر ہے، وہ اپنے خزانہ غیب سے سب کچھ کرنے پر قادر ہے مگر بظاہر اس خلا کا پر ہونا مشکل لگتا ہے، اللہ تعالی مولاناؒ کی کروٹ کروٹ مغفرت فرمائیں، اور امت میں ان کی ڈھیر ساری مثالیں پیدا فرما کر اپنے ذکر، اور اپنی معرفت و محبت کی خانقاہوں کو آباد رکھیں۔

ادارہ ارمغان اپنے قارئین سے، اپنی سعادت سمجھ کر حضرت مولانا طلحہ صاحب کے لئے زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہے۔ اور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تمام سوگ واروں کی خدمت میں دلی تعزیت پیش کرتا ہے۔

پی۔ ڈی۔ ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

...اور ذکر کی مجلس سونی ہوگئی

مفتی محمد عفان منصور پوری

معرفت وسلوک کے امام، رہبر شریعت وطریقت، سادگی و زہد کے مرقّع ، یادگار اکابر، سرپرست مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، رکن مجلس شوری دار العلوم دیوبند، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ و جانشین (پیر جی) حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی علیہ الرحمہ ۱۰/ ذوالحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۲/ اگست ۲۰۱۹ء بہ روز پیر عید الاضحیٰ کے دن دوپہر پونے تین بجے میرٹھ کے آنند اسپتال میں تقریباً اسّی برس کی زاہدانہ زندگی گزار کر واصل بحق ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اسی دن شب میں ٹھیک گیارہ بجے قبرستان حاجی شاہ کمال سہارنپور کے وسیع میدان میں قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی دامت برکاتہم صدر جمعیت علماء ھند کی اقتدا میں ہزارہا ہزار افراد نے جنازہ کی نماز ادا کی، اور پھر وہیں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

حضرت مولانا کا سانحہ ارتحال اس دور قحط الرجال میں عوام و خواص سب کے لئے بڑا خسارہ ہے۔

آپ نے اس مادی دور میں دنیا سے بے رغبتی اور رجوع الی اللہ کی جو نظیر پیش کی ہے وہ بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے، ہر دم فکر آخرت میں مستغرق رہ کر ذکر الٰہی سے زبان کو سرشار رکھنا آپ کا محبوب وطیرہ تھا، بلاشبہ آپ کی رحلت مجالس ذکر کو سونا کر گئی۔

آپ نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے والد بزرگوار کے حلقہ ارادت کو نہ صرف سنبھالا، بلکہ وسعت دی اور ان کی دینی رہنمائی وتربیت کا عظیم فریضہ انجام دیا۔

آپ خود بھی متبع سنت تھے اور دوسروں کو بھی سنت ہی پر عامل دیکھنا پسند کرتے تھے، خلاف سنت وضع قطع اختیار کرنے پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے، کسی ایسے شخص کا مجلس میں آجانا جس کے سر پر انگریزی بال ہوں اور چہرہ ڈاڑھی سے خالی ہو، آپ کو برہم کرنے کے لئے کافی ہوتا تھا، بھری مجلس میں اس پر سختی کے ساتھ نکیر فرماتے، بعض لوگوں کو آپ کا یہ عمل ناگوار بھی گزرتا لیکن بہت سے لوگوں کی زندگیوں میں یہ بروقت تنبیہ دینی انقلاب کا باعث بن جاتی۔

خانوادہ مدنی سے آپ کو بڑی قربت تھی اس لئے کہ آپ نے اپنے والد محترم اور شیخ الاسلام حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ اور ان کے اہل خانہ کے ساتھ دیرینہ مراسم اور گھر جیسے تعلقات کو خود دیکھا تھا۔

کچے گھر میں بچپن ہی سے ہمیں جانا یاد ہے، ابتدا میں کبھی حضرت والد محترم مدظلہ العالی کے ہمراہ تو کبھی برادر بزرگوار دام اقبالہ کے ساتھ، جب بھی حاضری ہوئی غیر معمولی تعلق کا آپ نے مظاہرہ فرمایا، پہلے سے آنے کی اطلاع ہوجاتی تو فون کرکے معلوم کرتے رہتے کہ کہاں پہونچے ہو؟ ہر مرتبہ پر تکلف ناشتہ کا اہتمام فرماتے، کھانے کا وقت ہوتا تو مجال ہے کہ بغیر کھانا کھائے چلے آئیں، اگر کسی اور کے یہاں کھانے کا وعدہ کرلیتے تو ناراضگی کا اظہار فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ تمہارے نانا سہارنپور میں کچے گھر کے علاوہ کہیں مہمان نہیں بنتے تھے، اس لئے جب بھی آؤ اپنے گھر کی طرح کھانا یہیں کھاؤ، واپسی کے وقت اکثر و بیشتر کتب خانہ یحیوی کی مطبوعہ کتب، نقدی، عطر یا کوئی اور چیز بڑی محبت کے ساتھ بہ طور ہدیہ عنایت فرماتے اور دعاؤں سے نوازتے

گذشتہ سالوں میں کتب خانہ کے قیام اور بکری پالن کی بڑی ترغیب دیتے تھے اس کے طریقہ کار کو سمجھاتے اور فوائد کا تفصیل کے ساتھ ذکر کرتے، متعدد مرتبہ باقاعدہ فون کرکے اس

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

سلسلہ میں پیش قدمی کرنے کی ہدایت بھی دی، اور اپنے ممکنہ تعاون کا بھرپور یقین دلایا، لیکن ہماری طرف سے سستی رہی اور ان دونوں کاموں میں سے کچھ بھی نہ ہوسکا۔

خاکسار کی مجلس نکاح میں خسر محترم حضرت مولانا سید رشید الدین صاحب حمیدی نور اللہ مرقدہ کی خاص دعوت پر آپ کی مراد آباد تشریف آوری ہوئی، بعد فراغت نکاح مجھے ایک طرف کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ نکاح کے بعد مجھے حضرت والد صاحب (شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ) نے ایک نصیحت فرمائی تھی، میں نے اس پر عمل کیا اور اس کے فوائد محسوس کئے میں تمہیں بھی وہی بتانا چاہتا ہوں، نصیحت یہ ہے کہ: جب اہلیہ سے ملاقات ہو تو اولاً دو رکعت نفل نماز اس طرح پڑھنا کہ تم امام ہو اور بیوی مقتدی، بعد ازاں دونوں رشتے کے مبارک ہونے اور جملہ خیرات و برکات کے سلسلہ میں دعاء کرنا، انشاء اللہ بہت نفع ہوگا، بندہ نے اس پر عمل کیا اور اس کے خوشگوار اثرات آج تک باقی ہیں اور انشاء اللہ باقی رہیں گے۔

حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ اپنی معصومیت، بے نفسی، بزرگی اور للّٰہیت کے حوالہ سے ہمیشہ یاد کئے جاتے رہیں گے۔

آپ پیر جی کے نام سے معروف تھے خود اس لقب کی وجہ بیان فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ اپنے کتب خانہ یحیوی پر بیٹھا کھیل کھیل میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو بیعت کر رہا تھا، اتنے میں حضرت مدنیؒ کا تانگہ آگیا، حضرت تانگہ سے اترے اور مجھے بیعت کرتے دیکھا تو فرمایا کہ ''مجھے بھی بیعت کرلیں'' میں نے بلاتکلف کہہ دیا کہ آیئے اور حضرت مدنی کو بیعت کرلیا، اس کے بعد سے حضرت مدنیؒ مجھے ''پیر صاحب'' ہی کہہ کے پکارتے اور ایک طرح سے یہ میرا لقب بن گیا"

خاندان کے چھوٹے بڑے سب آپ کو ماموں کہا کرتے تھے، ممانی سے آپ کو بڑا لگاؤ تھا اور ان کا بہت خیال بھی رکھتے تھے، تقریبا سوا برس پہلے ان کے وصال کے بعد سے تو بہت ٹوٹ گئے تھے اور خاموش خاموش رہنے لگے تھے۔

ممانی جو خود ولی صفت خاتون تھیں، ضعیفی اور معذوری کے باوجود ماموں کی پوری نگرانی اور ان کی ضروریات کا بھرپور خیال رکھتی تھیں، وقت پر دوا کھلانا، پرہیزی کھانے کا انتظام کرنا، ان کی صحت کا خیال رکھنا وغیرہ، متعدد مرتبہ ایسا ہوا کہ باہر مجلس لگی ہوئی ہے حضرت گفتگو فرمارہے ہیں، لوگ گوش بر آواز ہیں، زنان خانہ سے بچیاں آئیں اور دور کھڑے ہوکر آواز دی: ماموں! "ممانی کہہ رہی ہیں، بیٹھے بیٹھے بہت دیر ہوگئی ہے، تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، آرام کرلو" حضرت مسکراتے ہوئے جواب دیتے اچھا کہہ دو، آرام کررہے ہیں، پھر کبھی لیٹ جاتے اور کبھی نیم دراز ہوجاتے۔ اللہ اکبر! آپسی تعلق اور احترام رائے کی یہ مثالیں کہاں ملتی ہیں؟

باری تعالی آپ کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور انبیاء وصدیقین شہداء وصالحین کے زمرہ میں شامل فرمائے۔

طلحہ تجھ سے چوک ہوگئی، ایک چلہ ہی ان سے مانگ لیا ہوتا

ایک مرتبہ بچپن میں اپنے کتب خانہ پر بیٹھا بچوں کو بیعت کررہا تھا، جیسا کہ بچے کھیل میں مختلف طرح کے کھیل کھیلا کرتے تھے میرے لئے یہ ایک کھیل تھا، اتنے میں حضرت مدنی کا تانگہ آگیا، حضرت تانگہ سے اترے اور مجھے جو بیعت کرتے دیکھا تو فرمایا کہ مجھے بھی بیعت کرلیں، میں نے بلاتکلف کہہ دیا: آجایئے، اور حضرت مدنی کو بیعت کرلیا۔ اس کے بعد سے میرا پیر صاحب کا لقب پڑ گیا، اور حضرت مدنی از راہ شفقت پیر صاحب ہی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

جب حضرت مولانا یوسف صاحب نور اللہ مرقدہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی، جب کہ میں بڑا ہوگیا تھا، تو ماموں جی فرمایا کرتے:

''طلحہ تجھ سے چوک ہوگئی ایک چلہ ہی ان سے مانگ لیا ہوتا''

(بڑوں کا بچپن از مولانا محمد اسلم شیخوپوری، ص ۲۱۵)

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

وائے افسوس! پیر محمد طلحہ بھی رخصت ہو گئے

مولانا فضیل احمد ناصری (دیوبند)

امسال عید الاضحیٰ کا دن امت مسلمہ پر بہت شاق بن کر گزرا شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے اکلوتے فرزند حضرت مولانا پیر محمد طلحہ صاحب بھی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم حضرت شیخ الحدیث کی دوسری اہلیہ کے بطن سے تھے، اس بطن سے دو بیٹیاں بھی ہوئیں، جن میں سے ایک مولانا محمد عاقل صاحب مدظلہ سے منسوب تھیں اور دوسری مولانا محمد سلمان مظاہری مدظلہ (ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور) سے، مولانا سلمان صاحب کی اہلیہ حیات ہیں۔

مولانا کا انتقال بلاشبہ ملت اسلامیہ کے لیے صاعقۂ آسمانی اور عظیم ترین خسارہ ہے، ان کے جانے سے خانقاہی دنیا سوگ وار ہوگئی۔ خدا رحمت کند.....

مولانا یوں تو کئی ماہ سے بیمار تھے۔ نزاکتِ صحت کی خبریں وقفہ وقفہ سے آتی رہتی تھیں، کئی بار ہسپتال سے ایسی ایسی تصویریں بھی جاری ہوئیں، جنھیں دیکھ کر ہر وقت ایک قسم کا دھڑکا لگا رہتا تھا، ایک بار تو بغرضِ علاج حجازِ مقدس بھی تشریف لے گئے، ان کی خواہش بھی یہی تھی کہ اپنے والد کی طرح جنت البقیع کا حصہ بنیں، مگر پھر صحت مند ہو کر ہندوستان واپس آ گئے، اب کی بار بیماری نے انہیں اٹھنے نہیں دیا اور 12 اگست 2019 کو عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کو کوچ کر گئے۔

مولانا کی خاص باتیں

حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلویؒ سے اگرچہ میرا کوئی خصوصی و امتیازی تعلق نہیں تھا، مگر ان سے کئی ملاقاتیں رہیں، طالب علمی کے دور میں دار العلوم میں میں نے انہیں متعدد بار دیکھا، مصافحہ کی بھی کئی بار کوشش کی، لیکن طلبہ کے ہجوم نے کامیاب ہونے نہیں دیا، اس کے بعد ان کی زیارت احمد آباد میں ہوئی، اس وقت میں جامعہ فیضان القرآن میں معلم الصبیانی کرتا تھا۔ مولانا مدرسہ میں تشریف لائے تو ملاقات کے ساتھ باتیں بھی ہوئیں، اس موقع پر مولانا کے ملفوظات سے بھی مستفیض ہونے کی سعادت ہاتھ آئی، مولانا نے علمی میدان میں اگرچہ اپنی کوئی یادگار نہیں چھوڑی، مگر خانقاہی حوالے سے قابلِ ذکر یادگاریں چھوڑ گئے ہیں۔ تصوف و سلوک نے مولانا کی علمی حیثیت کو پردہ خفا میں ڈال دیا، حالانکہ وہ بہترین عالم تھے اور علمی مجلسوں کے مقبول ترین بزرگ۔

سوانحی نقوش

مولانا کی ولادت مئی 1941 میں ہوئی، ان کی مکتبی زندگی مظاہرِ علوم میں گزری۔ وقت آگے بڑھا تو انہوں نے قرآنِ پاک کے حفظ کی سعادت بھی حاصل کی، پھر عربی و فارسی کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ فارسی کی کتابیں انہوں نے مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں ہی پڑھیں، یہ وہ زمانہ تھا کہ ان کے والد گرامی حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کی علمی عظمت وجلالت کا پورے عالم میں سکہ چل رہا تھا، مظاہرِ علوم سہارنپور کے لیے ان کی شخصیت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی تھی، اپنے والد کے زیر سایہ انہوں نے فارسی جماعت کا نصاب پورا کیا، عربی تعلیم کا آغاز مدرسہ کاشف العلوم سے کیا، یہ مدرسہ الیاسی تحریک کے مرکز نظام الدین میں قائم ہے۔ کل کی طرح آج بھی تعلیم و تعلم کا سلسلہ وہاں برابر جاری ہے، مولانا کی فراغت وہیں سے ہوئی۔

پی۔ ڈی۔ ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

مولانا کا خاندان

مولانا کاندھلویؒ کا خاندان بڑا علمی اور تاریخی ہے، وہ نسباً صدیقی تھے، ان کے جد اعلی میں ایک نام مفتی الٰہی بخشؒ کا آتا ہے، یہ وہی بزرگ ہیں جنھوں نے خواب میں مثنوی مولائے روم خود اس کے مصنف مولانا جلال الدین رومیؒ سے پڑھی اور مولانا ہی کے حکم پر مثنوی کا چھٹا دفتر پیر محمد والی مسجد تھانہ بھون میں لکھا، یہ وہی مسجد ہے، جس میں خانقاہ امدادیہ اشرفیہ واقع ہے، مولانا کے خاندان میں اہلِ علم وفضل کی آج بھی فراوانی ہے، مولانا کے دادا مولانا محمد یحیٰی کاندھلویؒ خود ایک بڑے عالم اور صاحبِ کمالات بزرگ تھے، قطب الاقطاب مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے شاگردِ رشید اور مظاہرِ علوم سہارن پور کے ممتاز استاذ۔ بانی جماعت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ ان کے حقیقی نانا تھے اور مولانا محمد یوسف حقیقی ماموں، عجیب بات یہ ہے کہ مولانا محمد یوسفؒ ان کے ڈبل بہنوئی بھی تھے، جو ان کی دو سوتیلی بہنوں کے شوہر رہے ہے۔

پیر طلحہ کہے جانے کی وجہ

مولانا مرحوم بجائے مولانا محمد طلحہ کے پیر محمد طلحہ کے نام سے متعارف تھے، ان کے اس لقب کے پیچھے ایک تاریخی واقعہ پنہاں ہے، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سے ملاقات کے لیے مظاہر علوم سہارنپور وقتاً فوقتاً آتے رہتے تھے، ایک دفعہ مولانا مدنی تانگہ سے اترے تو دیکھا کہ چھوٹے طلحہ اپنے ہمجولیوں کے ہمراہ پیری مریدی کھیل رہے ہیں، اور خود پیر بن کر ساتھیوں کو بیعت کر رہے تھے، اچانک شیخ الاسلامؒ نے ازراہِ مزاح کہا: پیر صاحب! مجھے بھی بیعت کر لیجیے، انہوں نے بھی ان کی درخواست مسترد نہ کی اور بیعت کر کے چھوڑا، اس کے بعد حضرت مدنیؒ انہیں پیر طلحہ کہہ کر پکارنے لگے۔

الیاسی تحریک کے ممبران سے ناراضگی

احمد آباد میں میں نے دیکھا کہ الیاسی تحریک سے وابستہ افراد ان سے ملاقات کے لیے آتے تو انہیں سخت ڈانٹ پلاتے اور کہتے کہ تم لوگوں نے *فضائلِ اعمال* کو اتنا آگے بڑھا دیا ہے کہ میرے والد کی ساری کتابیں ایک دم چھپ کر رہ گئیں۔ والد صاحب نے *اوجز المسالک* جیسی کتاب بھی لکھی ہے، اسے کون پڑھے گا؟۔

جماعت میں پھیلے شدید افراط وتفریط پر وہ بہت سخت ناراض تھے اور گاہے بہ گاہے اس پر تبصرے بھی کرتے، یہ بھی دیکھا کہ اپنی دعاؤں میں الیاسی تحریک کے موجودہ ذمہ دار جناب مولانا سعد کاندھلوی صاحب کا نام لے کر کہتے کہ اللہ! امت کو سعد کے فتنے سے محفوظ فرما! مولانا زبیر صاحبؒ کے انتقال کے بعد ہماری جامعہ سے ایک وفدِ تعزیت کے لیے نظام الدین گیا تھا، اس موقع پر جہاں دیگر اکابرِ تحریکِ الیاسی سے ملاقات رہی، وہیں پیر طلحہ صاحب سے بھی نیاز حاصل کرنے کی سعادت میسر آئی، پیر صاحب کو دیکھا کہ مغموم بیٹھے ہیں، غم مولانا زبیر صاحب کی رحلت کا نہیں، بلکہ اس فتنے کا تھا، جو فی الوقت بل میں تھا، مگر پیر روشن ضمیر کی نگاہیں اسے دیکھ رہی تھیں، کہہ رہے تھے کہ اللہ جانے اب اس مرکز کا کیا ہوگا؟ میں حیران تھا کہ بظاہر تشویش کی ایسی کوئی وجہ نہ تھی، مگر پیر صاحب نے فتنے کو جیسا دیکھا تھا، ویسا ہی ظاہر ہوا، آج الیاسی تحریک ایک دوسرے کے درپے ہے اور فتوے بازی کر رہی ہے تو میرا دل انہیں سلامِ عقیدت پیش کر رہا ہے۔

مہمان نوازی کا مثالی ذوق

مولانا کی ضیافت بڑی مثالی تھی، ان کا دسترخوان ہر وقت کشادہ اور تنور ہمہ دم گرم رہتا، ملنے کے لیے کوئی جائے تو مجال نہیں تھی کہ بغیر کھائے واپس آئے، ایک دفعہ ممبئی سے میرے پاس مہمان آئے تو میں نے انہیں سہارن پور کا بھی سفر کرایا پیر صاحب سے بھی ملاقات کرائی، مہمان کا ٹکٹ رات کا ہی تھا اور ہم ملاقات کے لیے بعدِ عصر گئے تھے، تقریباً 15 منٹ کے بعد ہم نے اجازت لینی چاہی تو انہوں نے کھا کر جانے کا کہا، ہم بضد ہوئے

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

اور ٹکٹ کا حوالہ دیا تو اتنا ناراض ہوئے کہ وداعی مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے اپنا ہاتھ ہی نہ دیا، ہم مجبور تھے بغیر مصافحہ کے ہی واپس آ گئے۔

نسبتِ بُکائی

ہم جتنی دیر وہاں بیٹھے رہے، ان کے ملفوظات سے مستفید ہوتے رہے، ایک صاحب کتاب پڑھتے اور پیر صاحب کہیں کہیں مضمون پر تبصرہ کرتے، کوئی مضمون تعلق مع اللہ کا آتا تو اتنا روتے کہ دیکھنے والے کو ترس آ جاتا، مولانا کو بلاشبہ نسبتِ بکائی حاصل تھی، احادیث میں ایسے شخص کے لیے عرش کے سائے کا وعدہ ہے جس کی آنکھیں اللہ کے ذکر سے رو پڑیں، ہم جتنی دیر بیٹھے رہے، ان کی اداؤں سے سبق لیتے رہے، ان کا گریہ دیکھ کر حاضرین کی طبیعت پر روحانی اثر پڑتا تھا۔

خانقاہِ خلیلیہ کی رونق چلی گئی

مولانا جس مکان میں اپنی خانقاہ چلاتے تھے، یہ کچا گھر کہلاتا ہے، یہ مکان ان کے دادا حضرت مولانا یحییٰ کاندھلویؒ نے خریدا تھا، یہ مکان پہلے دن جس حال پر تھا، آج بھی اسی حال پر ہے، ان کے دادا اور والد ہمیشہ اسی گھر میں رہے، اس کے بالائی حصے کو ان کے والد حضرت شیخ الحدیث نے دارالتصنیف بنا دیا تھا، فضائلِ اعمال سمیت ساری کتابیں یہیں لکھی گئیں، پیر صاحب نے بھی اسی مکان کو اخیر تک اپنا مسکن رکھا اور خانقاہی امور بھی یہیں سے چلائے، کچا گھر اب خانقاہِ خلیلیہ بھی کہلاتا ہے، پیر صاحب جب مسلسل بیمار رہنے لگے تو اپنے بہنوئی اور خلیفہ مولانا سید محمد سلمان مظاہری کو اس کا منتظم بنا دیا، کچا گھر اب بھی موجود ہے، خانقاہ ان شاء اللہ آئندہ بھی چلے گی، مگر جگر گوشہ شیخ الحدیث اب کسی کو نہ ملے گا۔ آہ کہ یہ عظیم انسان بھی اپنے دادا کے ساتھ سہارن پور کے حاجی کمال شاہ قبرستان میں سو رہا ہے۔ یہ سناٹا بھی اب امت کو جھیلنا پڑے گا۔

رونق بزم گئی آج جہاں سے اے دل

مولانا محمد سلمان
مدرس مدرسہ حسینیہ مصطفیٰ آباد، مرغوب پور، ضلع ہردوار
9690514804

اے مرے قلب حزیں آہ و بکا رہنے دے
دل کے زخموں کو ذرا اور ہرا رہنے دے

رونق بزم گئی آج جہاں سے اے دل
بزم عالم کا دیا آج بجھا رہنے دے

شیخ طلحہ بھی گئے کوئی بقا کو افسوس
نام اس بزم کا دنیائے فنا رہنے دے

کیسے کیسے عدم آباد چلے جاتے ہیں
چشم عبرت کو ذرا دیکھ کھلا رہنے دے

جن کے دم سے ہیں گلستاں میں بہاریں موجود
کچھ تو زندہ انہیں اے دست قضا رہنے دے

جو یہاں آبروئے ملت اسلامی ہیں
سایہ ایسوں کا یہاں مثل ہما رہنے دے

جو یہاں زندہ سلامت ہیں اب ان کی خاطر
اپنے ہونٹوں پہ سدا حرف دعا رہنے دے

مرثیہ لکھنا کوئی کھیل نہیں ہے پیارے
تیرے بس کا نہیں یہ روگ چل آ رہنے دے

اب تلک مدحت اخیار میں جو کچھ لکھا
روز محشر پہ ہے موقوف جزا رہنے دے

عمر کم، راہ دراز، اور نہیں توشہ بھی
اب تو سلمان خطاؤں پہ خطا رہنے دے

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

تصوف وسلوک کے امام

پیر طریقت حضرت مولانا پیر محمد طلحہ صاحب کاندھلویؒ

حافظ محمد ادریس پُھلتی

ذوالحجہ کی دسویں تاریخ تھی، عید الاضحیٰ کا مبارک دن تھا، پورے عالم میں خوشیاں منائی جارہی تھیں، ہر طرف اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر کی صدائیں بلند ہورہی تھیں، اسلام کے غیور مسلمان نمازعید الاضحیٰ ادا کرنے کے بعد قربانی دے کراس کی تقسیم میں لگے ہوئے تھے کہ ظہرانہ کا وقت قریب آگیا۔لوگ اپنی مصروفیات کو چھوڑ کر مساجد کی طرف چلے گئے،لیکن کسے معلوم تھا کہ نماز ادا ہونے کے بعد انہیں ایک المناک خبر موصول ہونے والی ہے،ٹھیک دوپہر پونے تین بجے خوشی ومسرت کے اس مبارک موقع پر یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیلی، جسے جس کسی نے پڑھا اس کا چہرے سرخ ہوگیا،بعض آنکھوں سے اشکوں کے انبار نکلنے لگے،اور کیوں نہ ہوتا عالم اسلام کی عظیم المرتبت، مایہ ناز ہستی، علم وفضل کا پیکر، تزکیہ نفس و روحانیت کا پیشوا، تصوف و سلوک کا امام، ہزاروں مریدین کا کامل شیخ، ہزاروں مدارس عربیہ کا سرپرست، علماء کاندھلہ کا چشم و چراغ، دارالعلوم دیوبند کا رکن شوریٰ، مظاہر العلوم کا سرپرست اعلیٰ، قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ کا اکلوتا بیٹا، ان کا جانشین، ان کا خلیفہ پیر طریقت حضرت مولانا پیر محمد طلحہ صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ اس دارفانی کو چھوڑ کر دار البقاء کی طرف رخصت ہوچکا تھا۔انا للہ وانا الیہ راجعون

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

اسی دن کی شب میں ٹھیک گیارہ بجے قبرستان حاجی شاہ کمال سہارنپور کے وسیع میدان میں حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم صدر جمعیۃ علماء ہند کی اقتداء میں ہزاروں افراد نے جنازہ کی نماز ادا کی اور پھر وہیں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ حضرت پیر صاحب کا اس طرح اچانک چلے جانا امت مسلمہ کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''موت العالم موت العالَم'' کہ ایک عالم دین کی موت پورے عالم کی موت ہے۔اس کا حقیقی مشاہدہ حضرت پیر صاحبؒ کے وصال پر محسوس ہوا۔ایک عام مسلمان سے لے کر بڑے سے بڑے اکابرین تک ہرکوئی ان کی کمی محسوس کررہا تھا۔ ہرکوئی اس سوچ میں تھا کہ ایسا علم وفضل اور تصوف وسلوک کا حسین سنگم انہیں کہاں ملے گا؟

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت مولانا پیر محمد طلحہ صاحب کاندھلویؒ کی پیدائش 2/ جمادی الاولی 1360ھ مطابق 28/مئی 1941ء روز دوشنبہ کو ہوئی، حفظ قرآن 16/ رجب 1375ھ مطابق 29/فروری 1956ء میں مکمل ہوا، جس کی تکمیل حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری علیہ الرحمہ کی پرنور مجلس میں ہوئی اور پہلی محراب 1386ھ میں مسجد شاہ جی دہلی میں سنائی۔2/ جمادی الاولی 1386ھ مطابق 5/ دسمبر 1965ء کو مظاہر علوم سہارنپور میں فارسی تعلیم کا آغاز ہوا۔فارسی تعلیم کی تکمیل کے بعد عربی کی ابتدائی تعلیم کے لئے نظام الدین گئے۔وہاں مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کرکے 1381ھ میں واپس سہارنپور آئے اور جامعہ مظاہر علوم میں داخلہ لے کر شرح جامی، ہدایہ اولین، مقامات حریری وغیرہ پڑھیں۔1383ھ میں مدرسہ کاشف العلوم سے آپ نے

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

دورۂ حدیث مکمل کیا۔ آپ نے بخاری شریف حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ سے، طحاوی شریف حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ سے، ترمذی و مسلم شریف حضرت مولانا عبید اللہ بلیاوی صاحبؒ سے اور ابوداؤد شریف حضرت مولانا اظہار الحسن کاندھلویؒ سے پڑھیں۔ (آپ بیتی جلد دوم)

تربیت کے سلسلہ میں خود حضرت پیر صاحب فرماتے ہیں کہ والد محترم حضرت شیخ محمد زکریا نوراللہ مرقدہ کی ذات چونکہ اس وقت کے علماء ومشائخ کے لئے مرجع تھی اور علماء واتقیاء کی کچے گھر میں خوب آمد رہا کرتی تھی، اس لئے ان بزرگان دین سے بچپن ہی سے استفادہ کا خوب موقع ملا، حضرت مولانا مفتی سعید احمد اجراڑویؒ، شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ، مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ جیسے اکابر کی خدمت میں میرا بچپن گذرا ہے

حضرت پیر صاحب نے اپنے لقب ''پیر صاحب'' کے بارے میں بتاتے ہوئے ایک دلچسپ واقعہ بیان فرمایا کہ ''ایک مرتبہ اپنے کتب خانہ یحیوی پر بیٹھا کھیل کھیل میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو بیعت کررہا تھا، اتنے میں حضرت مدنیؒ کا تانگہ آگیا، حضرت تانگہ سے اترے اور مجھے بیعت کرتے دیکھا تو فرمایا کہ ''مجھے بھی بیعت کرلیں''، میں نے بلا تکلف کہہ دیا کہ آیئے اور حضرت مدنیؒ کو بیعت کرلیا، اس کے بعد سے حضرت مدنیؒ مجھے ''پیر صاحب''، ہی کہہ کے پکارتے اور یہ میرا لقب پڑ گیا۔''

اللہ سے ملوا جاتی ہے صحبت اللہ والوں کی
اپنا رنگ دکھا جاتی ہیں صحبت اللہ والوں کی

آپ میں بسی صفت ولایت کو اجاگر کرتے ہوئے خود شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ لکھتے ہیں کہ ''صاحبزادہ گرامی عزیز گرامی قدر مولوی محمد طلحہ میری زندگی ہی میں حافظ و عالم، ذاکر شاغل اور صاحب اجازت ہوگئے اور ان پر شروع سے حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خاص نگاہ شفقت تھی اور بعض اوقات حضرت نے ان کی خاطر اپنے سفر کا پروگرام ملتوی فرمادیا اور فرمایا ''طلحہ نے مجھے روک دیا''

اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر صاحب کو انتظامی صلاحیت، توازن و اعتدال تواضع اور خدمت کا جذبہ اور اصابت رائے کا جوہر عطا فرمایا تھا، جو ان کی پدری میراث بھی تھی۔ وہ شیخ المشائخ حضرت مولانا عبد القادر رائے پوریؒ سے بیعت تھے نیز حضرت شیخ الحدیثؒ نے ان کی خصوصی تربیت فرمائی تھی اور امکانی حد تک ان کے اندر صاحبزادگی اور مخدومیت کی بو نہیں پیدا ہونے دی تھی، یہی وجہ تھی کہ حضرت پیر صاحبؒ اپنے والد ماجدؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے جانشین اور خلیفہ بنے۔

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

حضرت پیر صاحب خود متبع سنت تھے اور دوسروں کو بھی اس کا پابند بنانے کی کوشش کیا کرتے تھے، آپ کی غیر اسلامی وضع قطع سے تنفر کے سلسلے میں ماہنامہ مظاہر علوم سہارنپور کے مدیر مولانا عبد اللہ خالد قاسمی خیرآبادی لکھتے ہیں کہ ''پوری دنیا جہان سے لوگ آپ سے ملاقات کے لئے اور دعا و زیارت کے لئے آتے تھے، ان میں ہر طرح کے افراد ہوتے تھے۔ اگر کسی کا لباس غیر اسلامی دیکھتے یا وضع قطع غیر شرعی دیکھتے تو برملا اس سے اظہار ناراضگی فرماتے، اور اگر کوئی ڈاڑھی منڈا یا مقطوع اللحیہ ملاقات کے لئے بڑھ جاتا تو بہت مرتبہ اس کو اس قدر ڈانٹتے تھے اور بعض مرتبہ اتباع سنت کی دعوت کے جذبہ سے اتنی سخت سرزنش کرتے کہ سامنے والا توبہ ہی کرلیتا۔ آپ کی خانقاہ خلیلیہ میں وقت کے جلیل القدر علماء ومشائخ کی کثرت سے آمد رہتی اور کچا گھر علم اور علماء کی ایک بہار پیش کرتا تھا۔''

مہمان نوازی میں حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کی فیاضی اور ان کے دسترخوان کی وسعت بڑی مثالی تھی، حضرت پیر صاحب کے یہاں بھی اس کا بڑا اہتمام اور التزام ہوا کرتا تھا، ہر خاص و عام کسی کی بھی خدمت میں کوئی کمی نہیں ہونے دیتے تھے، اس کے لئے

پی۔ ڈی۔ ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

کچھ ایسے ہیں جو مر کر بولتے ہیں!

پیر طریقت حضرت مولانا طلحہ صاحب کاندھلویؒ کی حیات جاویدانی وصفات عالیہ کے آئینہ میں

مولانا کبیر الدین فاران مظاہری ناظم مدرسہ قادریہ مسروالا ضلع سرمور ہماچل پردیش

خدام کو باقاعدہ تاکید کیا کرتے۔

حضرت پیر صاحب تصوف وسلوک کے امام تھے، آپ نے خانقاہ خلیلیہ سے دنیا بھر کے لاکھوں افراد کی اصلاح فرمائی، اس کے علاوہ سن 1400ھ سے آپ باضابطہ مظاہر علوم سہارنپور کے رکن شوریٰ اور چند سال تک اس کے جنرل سکریٹری کے عہدہ پر فائز رہے اور حین حیات سرپرست شوریٰ رہے، اس طرح دارالعلوم دیوبند کی شوری کے بھی تاحیات رکن رہے، اسی کے ساتھ ہزاروں دینی و مذہبی اداروں کے آپ سرپرست رہے، آپ کی اگرچہ کوئی حقیقی اولاد نہیں تھی لیکن آپ کی سرپرستی اور نگرانی میں لاکھوں افراد نے علم وفضل، تقویٰ وپرہیزگاری، تصوف وسلوک کی سیڑھیاں چڑھیں جو آپ کی روحانی اولاد بنے۔

زندگی کے آخری لمحات میں حضرت پیر صاحب طویل عرصہ تک بیمار رہے، ایک لمبے عرصہ تک مدینہ منورہ میں بھی زیر علاج رہے اور صحت یاب ہوکر ہندوستان واپس آئے، ابھی کچھ وقفہ ہی گزرا تھا کہ آپ کی طبیعت پھر سے خراب ہوگئی۔ جس کے علاج کے لئے آپ کو میرٹھ کے آنند ہسپتال میں داخل کرایا گیا، جہاں وہ 10 / ذی الحجہ 1440ھ مطابق 12 / اگست 2019ء بروز پیر ٹھیک پونے تین بجے عید الاضحیٰ کے مبارک موقع پر اپنی آخری سانس لیتے ہوئے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ میں ہزاروں مسلمان، علماء وعوام، اکابرین و مشائخ نے شرکت کی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے، آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے، ہم تمام کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

ایک سورج تھا کہ تاروں کے گھرانے سے اٹھا
آنکھ حیران ہے کیا شخص زمانے سے اٹھا

دنیائے فانی کی کوکھ نے ان گنت سپوتوں اور نامور ہستیوں کو جنم دیا اور لاکھوں کو مٹی نے اپنے میں سمولیا دنیا نے کتنوں کو یاد رکھا اس کی یاد داشت میں گنے چنے ہی لوگ ہیں جو اپنے عظیم کارناموں کے بل پر یاد کئے جانے کے لائق رہے ہیں، انہیں نابغۂ روزگار ہستیوں میں قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ کے اکلوتے فرزند وسچے جانشین پیر طریقت حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلویؒ کی شخصیت بابرکت بھی ہے جن کا طویل علالت کے بعد میرٹھ کے آنند ہسپتال میں ۱۰/ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۲/اگست ۲۰۱۹ء بروز پیر کو انتقال ہوگیا اور اسی شب شاہ کمال قبرستان سہارنپور نے اپنے سینے میں سمولیا، نماز آخری حضرت مولانا سید ارشد مدنی نے پڑھائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کڑے سفر کا تھا مسافر تھکا ہے ایسا کہ سوگیا ہے
خود اپنی آنکھیں تو بند کرلیں ہر آنکھ لیکن بھگو گیا ہے

تصوف جو کہ دین اسلام اور شریعت محمدیہ کی روح اور اس کا جوہر ہے جس طرح جسم کی بقاء کیلئے روح کی ضرورت ہے، ٹھیک اسی طرح شریعت محمدیہ کی بقا اور دین اسلام کے تحفظ کیلئے تصوف کی ضرورت ہے جس طرح ہر زمانہ اور ہر دور میں عقائد اسلام کی تصحیح وتعلیم دین کے مختلف اعمال عبادات، معاملات، حلال وحرام کی تمیز کیلئے حق گو متکلمین اور بے باک علماء اور نڈر فقہاء کی ضرورت رہی ہے۔ اسی طرح ہر زمانہ میں اخلاص واحسان اور

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

ارشاد وسلوک سے لوگوں کو واقف کرانے اور اللہ کے بندوں میں اللہ کا ڈر اور اللہ کی سچی محبت پیدا کرنے کیلئے اصحاب تصوف کی ضرورت رہی ہے۔انہیں حاملین تصوف کی ایک اہم کڑی ،ایک اہم سلسلہ اور اولیاء اللہ کے موتیوں کی لڑی کا ایک خوبصورت دانا حضرت پیر صاحبؒ کی شکل میں گر گیا۔

حضرت پیر صاحبؒ کا دنیا ومافیھا سے قطعی کوئی رشتہ نہ تھا وہ یاد خداوندی میں ہر آن مستغرق رہتے اور آنے جانے والوں کو اخلاص وللّٰہیت کا جام شیریں تقسیم فرماتے ،حضرت پیر صاحب کو ان گنت اوصاف سے اللہ نے متصف فرمایا تھا۔اتباع سنت اور حق گوئی ان کی خاص صفت تھی ،ان کے ایک مرید مدرسہ قادریہ مسروالا کے مدرس تھے ان کی سالانہ ترقی غیر حاضر ہونے کی وجہ سے ختم ہوگئی۔اس کی وجہ سے انہوں نے مدرسہ چھوڑ دیا کچھ دنوں کے بعد حضرت پیر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ مجھ پر برافروختہ ہوگئے ،کئی بار حاضری پر بھی وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوئے ،بندہ نے اس کا اظہار مرشد گرامی حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحبؒ سے کیا ،حسن اتفاق کہ تھوڑی دیر کے بعد حضرت پیر صاحبؒ ان کے حجرہ میں تشریف لائے تو مسکرا کر فرمایا بھائی طلحہ تم سے لڑائی ہوجائے گی ،کبیر الدین سے خفا ہونے کی جو وجہ ہے وہ غلط ہے اس سے بھی معلوم کرلو ،چنانچہ بندہ نے اس استاذ سے متعلق رجسٹر حاضری پیش کیا جس میں ان کی ہفتوں کی غیر حاضری درج تھی جسے دیکھ وہ متحیر ہوئے غلط فہمی دور ہوگئی اور وہ پہلے کی طرح شفقت فرمانے لگے۔

مدرسہ قادریہ مسروالا کو یہ شرف بھی حاصل رہا کہ وہ دوبار یہاں تشریف لائے۔پہلی بار مفسر قرآن حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلویؒ کی مبارک معیت میں اور دوسری بار حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب مدظلہ وحضرت مولانا ملک عبد الحفیظ مکیؒ اور حضرت الحاج صغیر احمد صاحب لاہوری مدظلہ کے ہمراہ۔اس وقت آپ نے مدرسہ قادریہ کی مسجد مفتی عبد العزیز کی بنیاد رکھی اور رجسٹر معائنہ میں رقم طراز ہوئے ''اس ادارہ کو مرکز علم اور تربیت نفوس کے لئے خانقاہ اور رشدو ہدایت کا منبع و چشمہ بنائے''

حضرت پیر صاحبؒ عجز وانکساری کیساتھ لوگوں سے پیش آتے ،سنت نبوی ﷺ پر چلنے کی تلقین فرماتے بطور خاص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمایاں اور مبارک سنت ''داڑھی'' آنے والا خواہ کوئی بھی ہوا گر ان کے چہرہ پر داڑھی نہ ہوتی تو عشق نبوی ﷺ میں وہ برافروختہ ہوجاتے اور سخت سرزنش فرماتے اور کبھی طمانچہ بھی رسید فرمادیتے اور چلتے وقت ''داڑھی کا وجوب'' نامی رسالہ جو داڑھی کے وجوب پر دلائل سے پر ہے بطور ہدیہ پیش فرماتے۔

حضرت پیر صاحبؒ ایک مخلص وملنسار ،وجیہ وباوقار اور بارعب انسان تھے ،آپ کی گفتگو پرلطف اور پرمغز ہوتی ،وہ اپنی خداداد قابلیت وصلاحیت سے مخاطب کو فوراً تاڑ لیتے اور پھر اس کے مزاج ومذاق کا خیال رکھتے ہوئے باوقار انداز میں گفتگو فرماتے ،آپؒ اپنے سے چھوٹا ہو یا بڑا ہر ایک کی بات بہت وقار اور سنجیدگی سے سنتے پھر بہت ہی نرالے اسلوب میں جواب دیتے اگر کہیں قابل اصلاح چیز ہوتی تو بغیر کسی خوف وخطر اور رورعایت کے اچھوتے انداز میں اس کی اصلاح فرماتے ،آپ درویش صفت اور دوراندیش انسان تھے آپؒ ہمیشہ اختلافی باتوں سے اپنے کو دور رکھتے ،اور جو لوگ ان سے دور رہتے انہیں بھی قریب کرنے کا وہ سنت نبوی ﷺ کا طریقہ خود سلام میں پہل فرماتے اور خیر وخیریت دریافت فرماتے۔

مہمان نوازی اور دادرسی ان کو اپنے والد محترم قدس سرہٗ سے وراثت میں ملی تھی۔کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ ان سے ملنے والے کھانا کھائے بغیر رخصت ہوجائے۔وہ مہمان کے مزاج کے مطابق کھانے کا اہتمام کرواتے تھے۔

تبلیغی جماعت سے ان کو خاص مناسبت تھی ،نصائح میں تبلیغی جماعت کی قدرومنزلت ،وقت لگانے اور اس کی اہمیت اور ضرورت پر بسیط گفتگو فرماتے۔

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

حضرات علماء میں سے جب کسی سے ملاقات ہوتی تو وہ بڑی بڑی عمارتوں کے بجائے گاؤں گاؤں قیام مکاتب کی ضرورت اور افادیت پر متوجہ فرماتے وہ اپنے ایک مراسلاتی مضمون میں ملک کے نامور ہستیوں اور مرکزی اداروں کو بھی قیام مکاتب کا اپنے ادارہ میں شعبہ کھولنے کا مشورہ دیتے اور قیام مکاتب کیلئے مخصوص رقم مختص کرنے کی تلقین فرماتے۔

حضرت پیر صاحبؒ کی ممتاز اور نمایاں خصوصیت ہمہ وقت ذکر کی تھی اور یہ فکر ان کی عادت ثانیہ بن چکی تھی جب کبھی خالی وقت ہوتا آپ ذکر میں مصروف ہو جاتے۔

اللہ اللہ ہے تو یار و جان ہے
ورنہ یار و جان بھی بے جان ہے

ذکر کے متعلق ایک مرتبہ ختم بخاری شریف کے موقع پر ڈنکہ کی چوٹ پر فرمایا تھا کہ میں نے رائیونڈ خط لکھ دیا اور مرکز نظام الدین میں بھی کہہ دیا کہ کل قیامت کے دن حضرت مولانا الیاس صاحبؒ سوال کریں گے کہ تم لوگوں نے میرے کام میں تحریف کیوں کی جواب سوچ رکھیے (چھ باتوں میں ذکر فکر بھی شامل ہے)

بندہ کو ان کی مبارک معیت میں جن کے ہمراہ محدث عصر حضرت مولانا محمد یونس صاحبؒ بھی تھے مرکز نظام الدین دہلی حاضری کا موقع ملا، اسی طرح وہ ایک بار مدرسہ قادریہ مسروالا حضرت مولانا محمد سلمان صاحب دامت برکاتہم ناظم مدرسہ مظاہر علوم کے ہمراہ تشریف لا رہے تھے میں نے دیکھا کہ وہ گاڑی میں بیٹھے ذکر جہری میں مصروف تھے۔ انہیں جن دنیوی اداؤں سے نفرت تھی ان میں تصویر کشی بھی تھی وہ کبھی اپنی تصویر نہیں کھینچنے دیتے اور اس کی حرمت پر وہ جمے ہوئے تھے، وہ ایک قدامت پسند اکابرین کی ذہنیت کی سچی تصویر تھے جس میں سنت نبوی ﷺ کی ادائیں اور سلف و خلف کا طرز پنہاں تھا اس لئے وہ ہر اس طریقہ سے پرہیز کرتے جو ہمارے اسلاف کو ناپسند تھا۔

ایک بار جمعیۃ علماء ہند کے زیر اہتمام دہلی میں اجلاس ہو رہا تھا، جس میں وزیر اعظم جناب منموہن سنگھ صاحب بھی بطور مہمان خصوصی تشریف لائے جہاں تصویر کشی بھی ہو رہی تھی آپ کی کرسی منموہن سنگھ کے ساتھ تھی اور آپ اجلاس کے ختم تک اپنی پیٹھ عوام کی طرف کئے ہوئے تھے تاکہ آپ کا چہرہ کیمرہ کے سامنے نہ آسکے، اسی طرح کمپیوٹر سے بھی ان کو بڑی نفرت تھی جب اس کی شروعات ہوئی تو کمپیوٹر کا نام آپ نے ٹیلیویزن رکھا تھا، قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید کے بمصداق آج کمپیوٹر نے اپنی فحش اور عریاں اور غیر شرعی تصاویر کے اظہار میں ٹیلی ویزن کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے، آپ کسی مجلس، دفتر اور کمرے میں اس وقت تک نہیں بیٹھتے جب تک کہ کمپیوٹر پر پردہ نہ ڈال دیا گیا ہو۔

آپ کے مرید خاص کے یہاں سورت گجرات میں ایک کمپنی کے افتتاح پر جہاں دفتری امور کیلئے کمپیوٹر لگا تھا جب تک اس پر پردہ نہ ڈالدیا گیا آپ تشریف نہیں لے گئے، وہ مدارس اسلامیہ میں اپنے اکابر کے طرز پر عصری علوم پڑھائے جانے کے شدید مخالف تھے، چند سالوں سے انہوں نے ان مدرسوں میں تشریف لانا چھوڑ دیا تھا جہاں ہندی اور انگریزی داخل نصاب تھی سچ ہے کہ مدرسوں میں پرائمری کے علاوہ اگر کورس میں عصری نصاب شامل کر دیا جائے تو مدرسہ کی کیفیت نہ ملا بنے نہ مسٹر کا مترادف ہو جاتی ہے۔ یہ ایک طویل بحث ہے جس کا ذکر یہاں مناسب نہیں۔

واقعہ ہے کہ پیر صاحبؒ کی حیثیت کچھ ایسی تھی کہ کچھ لوگ مرتے ہیں تو ایک آنکھ بھی ان پر رونے والی نہیں ہوتی لیکن کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اِدھر سے اُدھر تک کی فضا میں ملال واندوہ کا غبار بکھرتا چلا جاتا ہے اور کوئی گِن نہیں سکتا کہ کتنی آنکھیں اشکوں سے شرابور ہو جاتی ہیں۔

جس وقت دنیا کو ایسے عالم روحانی مخلص اور مردم ساز شخصیت کی سب سے زیادہ ضرورت تھی ایسی ہستی کا امت کے بیچ سے اٹھ جانا ایک ایسے ستون کا گر جانا ہے جو ملت اسلامیہ کی گرتی

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

دیوار کا سہارا بنا ہوا تھا۔ جو ایک خاص دور کی آخری یادگار تھے جس سے اللہ نے ہمیں ہمیشہ کیلئے محروم کردیا۔ یا اسفیٰ۔

حضرت پیر صاحبؒ نے اپنی حیات مبارکہ میں بقیۃ السلف حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب دامت برکاتہم ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور جو بحمد اللہ ہمہ نوع صفات سے متصف، علمی، روحانی اور تربیتی مجسم ہیں، ان کی مقتدر شخصیت کو اپنا جانشین طے فرمایا، اللہ ان کی عمر میں عافیت و برکت اور جملہ مکارہ سے حفاظت اور ہمیں استفادہ کی توفیق وافر نصیب فرمائے اور حضرت پیر صاحب کے سیکڑوں مریدین اور متوسلین بقید حیات ہیں ان سے روحانی رشتہ استوار کرنے کی بھی ہمیں توفیق نصیب ہو۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ جب ہم کسی صاحب فکر وکمال سے محروم ہوجاتے ہیں جن کے برگ و بار کا سایہ سر پر رہنا ازبس کہ ضروری تھا اور جب وہ لحد میں سوجاتے ہیں تو ہم سر نوچتے ہیں اور نوحہ خوانی کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ مشعلیں گل ہوتی جارہی ہیں۔ راستہ گم ہوگیا۔ منزلیں اوجھل ہوگئیں۔ رہبر ہمیشہ کیلئے سوگئے۔ تارے ٹوٹ رہے ہیں۔ ظلمت کی تہیں اور دبیز ہوتی جارہی ہیں۔ اک دیا اور بجھا اور بڑھی تاریکی۔ جیسے کلمات حسرت و یاس محفلوں میں بکھیرتے اور اخباروں کی سرخی بناتے ہیں، اے کاش! جو لوگ اوروں کی طرح حضرت پیر صاحبؒ کی محبت کے دعوے دار ہیں انہیں اب ماتم وشیون اور قصیدہ سرائی سے جلد فراغت حاصل کرلینی چاہیئے اور عقیدت کا حقیقی تقاضہ ہے کہ جس جہد مسلسل کو حضرت مولانائے مرحومؒ نے اپنایا تھا ہمیں بھی اسی کو حرز جاں بنا لینا چاہیئے۔ ''کھاؤں کہاں کی چوٹ بچاؤں کہاں کی چوٹ ''کہ مُردوں سے مُرادیں اور زندوں سے بے رغبتی کا یہ شیوہ اب ختم کردینا چاہیئے

مرحوم کا حق تو یہ ہے کہ فراموش کردہ واقعات کو زندگی عطا کر کے باحیات اکابرین ملت، روحانی اور علمی شخصیات کا تذکرہ محفل ومجالس، منبر ومحراب اور رسل ورسائل میں کریں تاکہ دنیا ان کی علمی وروحانی اور بابرکت صحبت وقربت سے کشکول مراد کو پر کرسکے۔ اس لئے جینے والوں کی بھی قدر کیجئے، مرنے والا اپنی تعریف نہیں سنتا:

کچھ اپنی زندگی میں مرچکے ہیں
کچھ ایسے ہیں جو مر کر بولتے ہیں

کچھ دنوں قبل ان کی اہلیہ محترمہ کا وصال ہوگیا تھا، ایک وفادار نیک صالح رفیق حیات اور ان کے مشن بطور خاص حضرت کے مہمانوں کی خاطر داری کیلئے فرش راہ بنی ہوئی بیوی کی جدائی کی وجہ سے ان پر حزن والم کی کیفیت طاری رہتی تھی اور وہ اسی حال میں مالک حقیقی سے جاملے۔ اللہ ان کی قبروں پر کھربوں رحمتوں کی سدا بارش برساتا رہے:

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

پیر صاحب کے ساتھ حضرت مفتی محمود گنگوہیؒ کی شفقت

میرے بچپن میں مجلس کے لئے حضرت (شیخ الحدیث) کی چارپائی کچے گھر کے چھوٹے چبوترہ کے متصل ہوتی تھی، اور لوگ چھوٹے چبوترے پر بیٹھا کرتے تھے، حضرت مفتی محمود صاحب بھی اس چھوٹے چبوترے پر تشریف فرما ہوتے، میں گھر سے نکل کر مجلس میں آتا، حضرت کی چارپائی پر چڑھ کر چھوٹے چبوترے پر چڑھ جاتا، پھر مفتی محمود صاحب کو تلاش کرتا، اگر کوئی مجھے گود میں بٹھانا چاہتا تو میں نہ بیٹھتا اور کہتا، اپنے مفتی صاحب کے پاس جاکر بیٹھوں گا، چنانچہ مفتی صاحب جہاں پر ہوتے، ان کے پاس چلا جاتا، حضرت مفتی صاحب اپنی گود میں بٹھا لیتے، اگر ٹھنڈ کا موسم ہوتا تو اپنی چادر میں چھپا لیتے، ادھر حضرت والد صاحب بھی بنظر غائر دیکھتے رہتے کہ کس کے پاس جاکر بیٹھا ہے، اور حضرت مفتی صاحب کے پاس بیٹھا دیکھ کر خوش ہوتے۔

(بڑوں کا بچپن از مولانا محمد اسلم شیخو پوری، ص ۲۱۴)

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

نسیم ہدایت کے جھونکے

محترمہ عائشہ خان سے ایک ملاقات

انٹرویو: ثنا حذیفہ

ثنا رضوی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ؟

عائشہ خان: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: آپ کا اب اور پہلے کا کیا نام ہے؟

ج: ثنا بہن میرا اب کا نام عائشہ خان ہے، اور پہلے میرا نام سپنا یادو تھا، میں ایک یادَو ونش کی فیملی سے ہوں، اور میرے گھر میں پاپا اور مما اور ایک بھیا اور ایک بھابھی ہیں، پاپا جاب کرتے ہیں، اور مما ہاؤس وائف ہیں، اور بھیا اور بھابھی ابھی اسٹڈی کرتے ہیں، میری عمر محض ۱۸/سال ہے، اور میں نے 12ویں کلاس پاؤس آؤٹ کی ہے۔

س: آپ اصلا کہاں کی رہنے والی ہیں؟

ج: میں لکھنؤ اتر پردیش سے بلانگ کرتی ہوں، اور وہاں سے تقریبا ۹۰/کلومیٹر دور رائے بریلی ایک ضلع ہے، وہاں کے علاقہ سے اصل میں میرا خاندانی تعلق ہے۔ دادا اور دادی وہیں رہتے تھے، ہمارا بچپن وہیں گزرا ہے، اور وہاں ہماری کوٹھی بھی ہے، اب وہاں صرف ہماری دادی رہتی ہیں۔

س: آپ کے گھر میں کون کون ہے؟

ج: میرے گھر میں بہت لوگ ہیں، لیکن اصل میں فیملی بس سات لوگوں کی ہے، ممی پاپا، میں بھیا بھابھی، بڑے پاپا اور دادی، باقی لوگوں سے ہمارا زیادہ تعلق نہیں ہے۔

س: آپ کو اسلام میں آئے کتنا وقت ہوا؟

ج: مجھے اسلام لائے ہوئے ابھی صرف ایک مہینہ ہوا ہے، مگر ایسا لگتا نہیں، کیونکہ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ میں اسلام کے بارے میں یہ سب پہلے سے ہی جانتی ہوں۔

س: یہ سب تم پہلے سے جانتی ہو، کیا مطلب؟

ج: اسلام ایک ایسا مذہب ہے، جس میں ہر طرح سے انسان کے لئے آزادی ہے، اور جو کچھ بھی قرآن میں لکھا ہے، انسانی ضرورتوں اور ان کے حق میں جو بہتر ہے اس کے مطابق لکھا ہے، یہی پہلو سب سے زیادہ مجھے اپنی طرف کھینچتا ہے، میں نے قرآن پڑھا تو مجھے لگا کہ اس میں جو کچھ بھی ہے وہ سب انسانی مزاج کے مطابق، اور ہماری بنیادی ضرورت ہے، اور اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ مجھے برقع بہت زیادہ اچھا لگتا تھا، اس کی وجہ سے بھی میری اسلام میں دل چسپی پیدا ہوئی، اس کے علاوہ یہ بات بھی مجھے اسلام کے لئے اٹریکٹ کرتی ہے کہ اردو زبان مجھے بہت اچھی لگتی ہے، وہ اردو زبان اور وہ اس کی نزاکت اس کو بولنے کا طریقہ، یہ سب بہت زیادہ متأثر کرتا تھا، اور جیسا کہ میں لکھنؤ سے تعلق رکھتی ہوں، یہ شہر ہی نوابوں کا ہے جہاں اردو بولی جاتی ہے،، وہاں سے میں بہت زیادہ انسپائر ہوں، اس کی تمام گلیوں میں یہاں تک کہ پورے شہر میں تہذیب کی خوشبو مہکتی رہتی ہے، اذانوں کی آواز کانوں میں رس گھولتی ہے، اسی کے ساتھ ہر کسی کے ساتھ جی جناب کر کے بات کرنا بہت زیادہ اٹریکٹ کرتا ہے، اس کے علاوہ اور بھی وجہیں ہیں، جن کی وجہ سے مجھے اسلام اپنی طرف کھینچتا رہا، اور پھر میں رفتہ رفتہ اسلام سے قریب آ گئی۔

س: اسلام میں آنے کے بعد آپ کی زندگی میں کیا کیا بدلاؤ آیا اور آپ نے کیسا محسوس کیا؟

ج: اسلام میں آنے کے پہلے میں ایک ایسی بندی تھی جسے بچپن سے یہ سکھایا گیا تھا کہ ہر دوڑ میں آگے رہو، خوب پڑھو لکھو

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

اور خوب پیسہ کماؤ، اور دنیا میں اپنا نام روشن کرو، مجھے تب تک یہی پتہ تھا کہ پیسہ کمانے میں ہی کامیابی ہے ،لیکن اسلام نے مجھے کامیابی کا اصل مطلب بتایا اور دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی سکھائی، مجھے جینے کا مقصد دیا، جو کہ پہلے نہ کے برابر تھا، اسلام میں آنے کے بعد میری زندگی ایک دم بدل گئی ہے ، ہاں کچھ مشکلوں کا سامنا کرنا پڑا ہے، لیکن اللہ ساتھ تھا تو زیادہ مشکلات نہیں رہیں، اور جو تھیں وہ بھی اللہ پاک نے ختم کر دیں، ویسے تو مشکلوں کی کہانی میری بہت لمبی ہے، لیکن شاید اللہ پاک نے حوصلہ دیا تھا، جو میں برداشت کرتی چلی آئی ،لیکن قسمت کا فیصلہ ایسا تھا کہ اس دوران اللہ نے کچھ اچھے لوگوں سے ملوا دیا، جنھوں نے مجھے اپنایا، مجھے ایک ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دی، ایک باپ ملا جس نے مجھے اپنی بیٹی مان لیا، اور ایک ایسی فیملی ملی جس نے پہلے پریوار کی کمی محسوس نہیں ہونے دی، اللہ پاک میرے نئے پریوار اور سب لوگوں کو توفیق عطا فرمائے اور ان سب کو اچھی صحت دے۔ اور مجھے اس پریوار سے ملانے کے لئے میں اللہ کا بہت شکر ادا کرتی ہوں۔ میری زندگی اب بدل گئی ہے، ہر روز سر سجدہ میں جھکتا ہے، اور سجدہ میں ہی روتا ہے، ہر روز میری نئی ماں کچھ نہ کچھ نیا سکھاتی ہیں، نئی نئی باتیں اسلام کے بارے میں جاننے کو ملتی ہیں، اور نبیوں کے بارے میں، اور کافی ساری چیزیں جو اسلام سے متعلق ہیں، میری نئی ماں مجھے ہر اچھی بری چیز، اور دنیا میں کیسے رہنا ہے ،کیسے ایک مسلم خاتون اپنی زندگی گذار سکتی ہے، بتاتی رہتی ہیں۔ اللہ پاک ایسی نیک دل ماں سب کو عطا کرے، اور ایمان میں آنے کی توفیق بھی اللہ سب کو عطا کرے۔

س: آپ کا دعوت کے بارے میں کیا خیال ہے،

ج: دعوت کا کام ایک بہت بڑی نیکی کا کام ہے، ہر کوئی کرنا چاہتا ہے لیکن کر نہیں پاتا، اس لئے دعوت کے کام کو ہمیں اپنی زندگی کا مقصد بنانے کے جینا چاہئے، صاف الفاظ میں کہوں تو میں تمام مسلمانوں کو یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارا دین ایسا بیش قیمت خزانہ ہے، جو ہر کسی کے پاس نہیں، اس کی قدر کرو اور اپنی زندگی میں پوری طرح داخل کرو، تا کہ تم اللہ کے محبوب بن سکو، اور دین کی اس امانت کو ان غیر ایمان والوں تک بھی پہنچاؤ، جن تک دین نہیں پہنچا ہے، سوال کرنے سے نہ ڈرو، اور اللہ سے صحیح علم کی طلب کرو، اللہ سے ڈرو جیسا اس کا حق ہے۔ اسی میں دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔ دعوت کے کام سے ہی ہم سب جہنم کی آگ سے بچ سکتے ہیں، اور ہم نیکی کی راہ کی طرف جا سکتے ہیں، اگر ہم جیسی لڑکیاں اور بچیاں دین کی دعوت کا کام شروع کر دیں تو ہم سب جہنم کی آگ سے بچ سکیں گے، اور لوگوں کے اندر ایمان کی چنگاری روشن کر سکیں گے۔

س: آپ اب پوری امت کو کیا میسیج دیں گے؟

ج: ایک پیغام میں ساری امت کو دینا چاہتی ہوں، کہ مسلمان لوگ، ان کو جو بھی لوگ ایمان میں آنا چاہتے ہیں، اور جو باقی لوگ ڈرتے ہیں اس کی وجہ سے ایمان میں نہیں آپاتے، ان کی ہیلپ کریں، اللہ پاک انھیں ہدایت دے کہ ہم جیسی بہت سی لڑکیاں جو ایمان میں آنا چاہتی ہیں اللہ ان کی مدد کے لئے باقی لوگوں کو ہدایت اور توفیق دے، تا کہ وہ لوگ ان لڑکیوں کو پناہ دیں، جو اپنا گھر بار چھوڑ کر دین اپنانے کی طرف بڑھتی ہیں، اور اللہ ان کو ہدایت دے، جو لوگ یہ کام کر رہے ہیں، اللہ ان کو تن درستی اور صحت سے نوازے، جیسے مجھے اللہ نے ایک نئے پریوار سے ملایا، ایک نئی ماں سے ملایا، اسی طرح اللہ دوسری لڑکیوں کو بھی اچھے لوگ ملتے رہیں، جو ان کو اچھی باتیں، تلاوت اور دین سکھا سکیں۔

س: جزاک اللہ عائشہ بہن، آپ سے بات کر کے بہت اچھا لگا، اللہ آپ سے خوب دین اور دعوت کا کام لے؟

ج: جزاک اللہ خیر ثنا باجی، مجھے انٹرویو دے کر بہت اچھا لگا، اور ہم سب دعا کریں کہ اللہ تعالی ہم کو ہدایت دے، جو دعوت کا کام کرتے ہیں اور ان کو بھی ہمت دے جو دین میں آنا چاہتے ہیں۔

پی۔ ڈی۔ ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

رواجی اور حقیقی مسلمان اور کارِ دعوت کی ترغیب

پوسد مہاراشٹر میں داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی کا ایک فکر انگیز خطاب

ترتیب: مفتی محمد روشن شاہ قاسمی، بانی و مہتمم دار العلوم سونوری، ضلع اکولہ

[دوسری قسط]

آپ ﷺ نے عورتوں کے حقوق کا عملی نمونہ پیش کیا

آپ نے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک کیا، وہ جو جاہلیت زدہ معاشرہ تھا جس میں عورتوں کا استحصال کیا جاتا تھا، اور عورتوں پر ظلم در ظلم ہوتا تھا، لڑکیاں پیدا ہونا عیب کی بات سمجھا جاتا تھا، کلنک کا ٹیکہ سمجھا جاتا تھا، اُس معاشرہ کو اور اُس پسے ہوئے اور دبے ہوئے انسانیت کے طبقہ کو، عورتوں کو اپڈیٹ کیا، اور اُن کا پرموشن کیا، اُن کو ترقی دی اور اُن کو ہر لائن سے مقام عطا کیا، اپنے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک کا ایسا کمال کا حق ادا کیا، بلکہ اس کی ترغیب بھی دی، اور ترغیب دینے کے ساتھ عملی نمونہ پیش کیا، آپ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر ہے وہ جو اپنی بیویوں کے ساتھ، گھر والوں کے ساتھ، بہتر سلوک کرتا ہو، اور میں تم میں سب سے زیادہ اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والا ہوں۔

نیک، متقی اور اچھا مسلمان ہونے کی سند دیں گی اہلیہ محترمہ

ڈاکٹر عبد الحئیؒ صاحب، حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے اجل خلفاء میں ہیں، حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی برکاتہم کے شیخ ہیں، وہ فرمایا کرتے تھے: کہ مولوی ہونے کی سند تو دیں گے مدرسہ والے، اور ڈاکٹر ہونے کی سندیں گے میڈیکل کالج والے اور نیک و متقی اور اچھا مسلمان ہونے کی سندیں دیں گی اہلیہ محترمہ، میں اس لئے کہہ رہا ہوں مردوں سے کہ یہاں بہنیں بھی بیٹھی ہوئی ہیں، اُنہیں معلوم ہو جائے گا آپ کی موجودگی میں، کہ ہم تو پھر دوبارہ جاہلیت کی طرف آ گئے، عورتوں کا استحصال اور ان پر ظلم ہمارے یہاں پایا جاتا ہے، ہندو معاشرہ میں ہم رہتے ہیں، رواج سے آدمی متاثر ہوتا ہے، ہم لوگ دین کو بھی رواج کے پس منظر میں پڑھتے اور مانتے ہیں، یہ صورتحال ہے ہماری، ہمارے یہاں ہندوستانی سماج میں ظاہر ہے عورتوں کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا رہا ہے، اس وقت ہمارے عوام نہیں، ہمارے بہت سے قائدین کا بھی حال یہی ہے، کہ دین کی وہی روایتیں اور وہی نقشہ سامنے لایا جاتا ہے، جس میں عورتوں کے ساتھ وہی سلوک ہو جو ہمارے رواج سے ہم آہنگ ہے، اللہ کے نبیؐ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر ہو، میں تم میں سب سے زیادہ اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والا ہوں۔

رسول اللہؐ کے خانگی حالات: اہلیہ محترمہ حضرت عائشہؓ کی زبانی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے خانگی حالات کے بارے میں ارشاد فرمائیے، آپ تفصیل بتاتی ہیں کہ آپؐ کیسے سلوک کرنے والے تھے، آپؓ فرماتی ہیں کہ آپ جب گھر میں تشریف رکھتے تو ہمارے ساتھ تمام کاموں میں برابر کے شریک رہتے تھے۔ یہ زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں، اب آپ کے ذہن میں یہ کنسیپٹ بن گیا ہے جو رواجی نظریہ ہے دینی نظریہ نہیں ہے، کہ باپ کمانے والا اور عورت گھر میں کھانا بنانے والی، ایسا کچھ نہیں ہے تصور اسلام میں، اللہ کے نبی ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو تمام کاموں میں برابر کے شریک رہتے تھے، جب آپ باہر تھے بیوی صاحبہ بھی گھر میں کچھ کام کر رہی تھیں، اب آپ گھر میں آ جائیں گے تو ستائیں گے! کیوں صاحب، وہ اکیلی کیوں لگی رہے گی، اُس کا جسم بھی کمزور

پی۔ ڈی۔ ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

ہے اُس پر تو بوجھ اور کم ہونا چاہیے، وہ فرماتی ہیں اور تفصیل بتاتی ہیں کہ آپ گھر میں صفائی فرماتے تھے، یہ معمول تھا آپ کا، کہ آپ اپنے کپڑے دھوتے تھے، آپ جوتے کی مرمت فرماتے تھے، آپ جانوروں کو چارہ ڈالتے تھے، آپ بکریوں کا دودھ دوہتے تھے، آپ سبزی کاٹتے تھے، اور آخری جملہ ہے آپ آٹا گوندھتے تھے() میں بہت دنوں سے تلاش کررہا ہوں، اتنے سارے دین دار لوگ یہاں بیٹھے ہیں، کوئی صاحب کہیں، میں اپنے نبیؐ سے محبت کرتا ہوں اور میں نبیؐ کا پیرو اور متبع ہوں اور میں سنت کا دیوانہ ہوں، میں نے صحت مند بیوی کی موجودگی میں اپنے گھر میں آٹا گوندھا، آٹا گوندھنا تو درکنار آٹا گوندھنے کا ذکر بھی سن لیں تو لوگ کہیں گے کہ دیکھو! حاجی صاحب کیا کررہے ہیں اور مولوی صاحب کیا کررہے ہیں، اللہ کے نبیؐ سے زیادہ خوددار، اور غیرت مند کوئی شوہر ہوسکتا ہے، آپ نے عملاً دلجوئی کا معاملہ کیا، اور کیسا مشفقانہ ماحول بنایا۔

بیوی کا شوہر پر حق کیا ہے؟

آپ سے پوچھا گیا کہ بیوی کا شوہر پر حق کیا ہے، تو آپ نے فرمایا: اُس کو اچھا کھلائے اور اچھا پہنائے () ضمناً موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بات بتا دیتا ہوں، کیونکہ ہم لوگ رواجی پس منظر میں جی رہے ہیں، کہ اچھا کھلانے اور اچھا پہنانے کے سلسلہ میں فقہا نے وضاحت کی ہے کہ پکا پکایا کھلانا، اور دھلا دھلایا اور سلا سلایا پہنانا شوہر کی ذمہ داری ہے() اب اگر شوہر صاحب بیوی کو کھانا بنا کر کھلاتے ہیں تو اُن پر احسان نہیں کرتے، اُن کا حق ادا کرتے ہیں، اور اگر بیوی صاحبہ خود بنا کر اپنا کھا لیتی ہے اور شوہر کا نہیں بناتی ہیں تو وہ احسان کرتی ہیں، اور اگر آپ کا بھی کھانا بناتی ہیں، تو دوہرا احسان کرتی ہیں، اور اگر آپ کے بچوں کا کھانا بھی بناتی ہیں تو آپ پر دس احسان کرتی ہیں، اور اگر آپ کے اماں، ابا اور مہمانوں کا کھانا بھی بناتی ہیں، تو آپ پر سو احسان کرتی ہیں، وہ بنا سکتی ہیں، هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ () ایک دوسرے کا بوجھ اُٹھانے، اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے کی تاکید قرآن مجید نے کی ہے، اسلام اُس کی ترغیب دیتا ہے، لیکن یہ بیوی کی ذمہ داری نہیں ہے، یہ کیسی غلط بات ہے، کہ کھانے میں دیر ہو جائے، یا نمک تیز ہو جائے، تو پلیٹ منہ پر مار دینا، گالیاں بک دینا، طلاق تک نوبت آجانا، یہ تک کر دیا جاتا ہے، احکم الحاکمین کی عدالت میں آپ کے رواج کے مطابق انصاف نہیں ہوگا، قرآن وشریعت کے مطابق انصاف ہوگا جو میں بیان کررہا ہوں۔

انتہائی مشفقانہ ماحول

ہمارے نبی ﷺ اپنے گھر میں کیسا مشفقانہ ماحول بناتے تھے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میری نیند بہت کچی تھی، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، آپ تہجد کے لئے اُٹھتے تھے، تو ننگے پاؤں وضو کے لئے تشریف لے جاتے تھے، اور آہستہ دبے دبے پاؤں آتے کہ میری نیند میں خلل نہ آجائے، آپ جب کبھی کسی تجارتی یا دعوتی سفر وغیرہ سے رات کو دیر سے تشریف لاتے، تو رات کو مسجد ہی میں آرام فرماتے تھے، گھر کی کنڈی نہیں بجاتے تھے، کہ گھر والوں کی نیند میں خلل ہو جائے گا، ہم لوگ رات کو ایک بجے، دو بجے، چائے خانوں سے آتے ہیں، چوکڑیوں سے آتے ہیں، عیاشیوں سے آتے ہیں، اور صورت حال یہ ہے کہ اس کا معمول بنا لیا ہے، دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں، بیوی بے چاری تھکی ہاری تھی، ابھی آنکھ لگی تھی، اگر آنکھ نہیں کھلی اور جلدی دروازہ نہیں کھلا، تو طلاق کی نوبتیں آنے لگتی ہیں، اور نبیؐ سے محبت کا دعویٰ ہے۔ آپ ﷺ نے ترپین ۵۳ر سال کی عمر میں ہجرت کی، مدینہ منورہ میں ایک سال بعد حضرت عائشہ کی رخصتی ہوئی، یا دو سال بعد یا تین سال بعد تینوں روایتیں ہیں() یعنی پچپن ۵۵ر سال کی عمر کے بعد حضرت عائشہؓ سے دو مرتبہ دوڑ کا مقابلہ کرنا ثابت ہے، میدان ہیں وہاں پر، ابھی ہم لوگ وہاں رکے ہوئے تھے تو ہمارے وہاں کے ایک بڑے بزرگ نے پورے مدینہ منورہ کی سیر کرائی اور بتایا

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

کہ یہاں میرے آقاؐ کی دوڑ ہوئی تھی حضرت عائشہؓ سے۔ پہلے دوڑ ہوئی تو حضرت عائشہؓ ذرا آگے نکل گئیں، دوبارہ بھاری ہوگئی تھیں تو دوبارہ حضرت عائشہؓ سے آپؐ آگے نکل گئے، تو آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ برابر ہوگیا۔ یہ سکھایا ہمارے حضور ﷺ نے ہمیں، اور اس طرح کا ماحول بنایا اللہ کے نبی ﷺ نے۔

حقوق النساء

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے حقوق النساء کے نام سے وعظ ہیں، چھ۶ قسطیں چھپی ہیں، اُنہیں پڑھیے، حضرت نے لکھا ہے: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ () جس طرح تمہارا اُن کے ساتھ ہمدردی کا حق ہے، اسی طرح اُن کا بھی تمہارے اوپر خیر خواہی کا حق ہے، برابر حق ہے، مِثْلُ الَّذِيْ اُتنا ہی بڑا حق ہے، اس میں لکھا ہے کہ اگر شوہر کے پاؤں میں درد ہو جائے، تو عورت شوہر کے پاؤں دبائے، اور اگر عورت کے پاؤں میں درد ہو جائے تو شوہر کو بھی پاؤں دبانے چاہیے، مرد کے سر میں درد ہو جائے تو عورت مالش کرے، اور عورت کے سر میں درد ہو جائے تو مرد کو بھی مالش کرنی چاہیے، یہ ہے اسلام، اور میرے اور آپ کے نبی ﷺ کا طریقہ میرے محترم دوستو! ہم لوگ رہتے ہیں اس رواج میں کہ عورت تو پاؤں کی جوتی ہے، اس کی کیا خدمت کرنی۔ عام طور پر یہ حدیث تو آپ نے کتنی مرتبہ سنی ہوگی، کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا اللہ کے علاوہ سجدہ کرنے کا، تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے () آپؐ نے فرمایا اگر میں حکم دیتا تو ایسا ہوتا۔ لیکن یہ روایت کبھی نہیں سنی ہوگی جو آپ ﷺ نے آخری حج کے موقع پر دنیا سے جانے کے وقت فرمائی: آپؐ نے نو۹ رمرتبہ خبر دی، نو۹ رمرتبہ کہ میں دنیا سے جانے والا ہوں، اور مجھ سے حج کے مناسک سیکھ لو، اُس کے بعد موقع نہیں ملے گا، آپ نے فرمایا تم سے میرے بارے میں سوال ہوگا، تو کیا میں پہنچا چکا () اور آخری جمرہ پر فرمایا کہ اب اس کے بعد اجتماعی طور پر میری تمہاری حوض کوثر پر ملاقات ہوگی۔ اس میں نو۹ رمرتبہ آپ نے فرمایا کہ میں دنیا سے جا رہا ہوں، تمہیں عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں، تمہیں عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں () اسی وقت منیٰ میں آپ نے خطاب فرمایا کہ میں تین لوگوں کے حقوق کے سلسلہ میں میدان محشر میں تم سے جھگڑوں گا، سب سے پہلے بیویوں کے حقوق کے سلسلہ میں، دوسرے پڑوسی کے حقوق کے سلسلہ میں، تیسرے مزدوروں کے حقوق کے سلسلہ میں، اگر پڑوسی کا حق مارا ہوگا، بیوی کا حق مارا ہوگا، مزدوروں کا حق مارا ہوگا، تو جس کی شفاعت کی دعا کرتے ہو، میں ہی تمہارے خلاف کھڑا ہو جاؤں گا، جھگڑوں گا تم سے، ساری زندگی دعا کرتے آئے ہیں، اے اللہ اپنے نبیؐ کی شفاعت نصیب فرما، جس کو نبیؐ کی شفاعت ملے گی اُس کا بیڑہ پار ہوگا، لیکن اس دن نبیؐ سامنے کھڑے ہو جائیں گے، ان لوگوں کے حقوق کے سلسلہ میں، بتائیے کہ کامیاب ہوں گے، بامراد ہوں گے، یا ہلاک ہوں گے؟

حقوق جار یعنی پڑوسی کا حق

اسلام میں پڑوسی کا حق ہے، پڑوسی کوئی بھی ہو، کوئی غیر مسلم ہو، کسی اسلام مخالف تنظیم کا آدمی ہو، اُس کے لئے بھی پڑوسی کا حق ہے، ہم کہتے تو ہیں کہ ہم اسلام کو مانتے ہیں، اور ہمیں اللہ کے یہاں جانا ہے، میدان محشر کا یقین ہے، لیکن ہم میں سے کتنے لوگ پڑوسی کا حق ادا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جس کا پڑوسی بھوکا رہے، اور وہ پیٹ بھر کے کھانا کھائے () چالیس ۴۰ رگھروں تک پڑوس ہے () کبھی ہم نے، آپ نے کھانا کھایا اپنے پڑوس کے چالیس گھروں کی خبر گیری کر کے، کبھی معلوم کیا کہ پڑوسی بھوکا ہے یا پیٹ بھر رہا ہے؟ پڑوسی کے حقوق میں سے ایک اہم حق یہ ہے، جو کتنی مشہور روایت سے ثابت ہے، کہ تو اپنی دیوار اُس کی دیوار سے بغیر اجازت کے اونچی نہ کر () کتنے لوگ دین دار بیٹھے ہوئے ہیں جو کہہ سکیں کہ میں جانتا ہوں پڑوس کے قانون کو، مجھے اللہ کے یہاں جانا ہے، اس کو حساب دینا ہے، پڑوسی کے حق میں میرے نبیؐ کھڑے ہوں گے سامنے، اس

پی۔ ڈی۔ ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

لئے اُن کی شفاعت کا مستحق ہونے کے لئے ضروری ہے کہ پڑوسی کا حق ادا کروں۔ کوئی ہے جو بتائے کہ میں نے اپنا مکان بنایا تھا، تو اپنے پڑوسی سے جا کر پوچھا تھا، کہ حضور یہ چھوٹا سا مکان ہے میرا، میرے بچے کی شادی ہو رہی ہے، اب مجھے ایک مکان بنانا ہے اوپر، میرے پاس اتنے پیسے تو ہیں نہیں کہ دوسرا پلاٹ لے سکوں، اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک کمرہ اوپر ڈال لوں؟ لیکن اسلام نے مجھے پابند کیا ہے کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر اینٹ نہ لگاؤں، اس سے آپ کی ہوا رُکے گی، آپ کی روشنی رُکے گی، یا آپ کے گھر میں بے پردگی ہوگی۔ آپ اجازت دیدیں تو بناؤں، کیا ہم ایسا کرتے ہیں؟ ہمارا حال تو یہ ہے کہ رات کو بنیاد رکھتے ہیں تاکہ چھ انچ پڑوسی کی زمین دب جائے تو میں پکا مسلمان اور ہوشیار ہوں، ایسا کرتے ہیں اب لوگ۔ کتنے لوگ گھر بنانے سے پہلے، پیسے دے کر میونسپلٹی سے اور نگر پالیکاؤں سے نقشہ پاس کرواتے ہیں، اسلام یہ کہتا ہے کہ پہلے پڑوسی سے نقشہ پاس کروائیے، آپ اندازہ کیجئے اُس خوشگوار ماحول کا جس میں پڑوسی پڑوسی سے نقشہ پاس کروائے۔

ہمارے بیٹے کو ابھی ضرورت پڑی کہ مکان اوپر بنالیا جائے، میں نے کہا بیٹا ہم اتنے دنوں سے لوگوں سے یہ کہتے آ رہے ہیں، آج ہم مکان بنانے جا رہے ہیں تو ذرا پوچھنا تو چاہیے، پڑوسیوں سے جا کر۔ الحمد للہ ایک تعداد تو ایسی ہے کہ ہمارے والد صاحب ہی نے اُن کے گھر بنوا کر دیئے ہیں، وہ جانتے بھی ہیں اور ہم سے تعلق بھی رکھتے ہیں، میرے بیٹے گئے پڑوسیوں کے پاس، تو کئی پڑوسی بلک بلک کر رونے لگے، اور کہنے لگے کہ آپ ہماری چھت پر بنائیں گے تو ہمیں زیادہ خوشی ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے ساتھ سلوک کو عملاً کر کے سکھایا

میرے بزرگو! اللہ کے نبی ﷺ نے عملاً سکھایا، عورتوں کے ساتھ سلوک، اس زمانہ میں لڑکی پیدا ہونا جو عیب کی بات سمجھا جاتا تھا، اللہ کے نبی ﷺ نے اُس کے فضائل بتائے: جس کے چار بیٹیاں ہوں، کوئی اُن کی نعمت سمجھ کر پرورش کرے، اور بڑی ہو جانے کے بعد لڑکوں کو اُن پر ترجیح نہ دے۔ بڑے ہو کر نیک لڑکے دیکھ کر اُن کی شادی کر دے، تو اللہ کے نبی ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں اور وہ، جنت میں اس طرح ہوں گے جس طرح (دو اُنگلیاں ملا کر) یہ اُنگلیاں۔ ایک صحابیؓ کھڑے ہوئے، یا نبی اللہ جن کو اللہ نے تین ہی بیٹیاں دی ہوں، چار کا عدد پورا نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ بھی۔ ایک اور صحابی کھڑے ہوئے اور پوچھا: جن کو اللہ نے دو دی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ بھی۔ ایک اور صاحب کھڑے ہوئے یا نبی اللہ جس کو ایک ہی دی ہو اللہ نے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُس کو نعمت سمجھ کر پرورش کرے، لڑکوں کو اُس پر ترجیح نہ دے تو وہ بھی۔ ایک اور نوجوان صحابیؓ کھڑے ہوئے، یا نبی اللہ جس کو بیٹیاں نہ دی ہوں اللہ نے، وہ اپنی بہنوں کے ساتھ یہ سلوک کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ بھی۔

دو عمل

ایک ایمان والے سے کہا جائے کہ مانگ کیا دعا مانگتا ہے، مانگ لے اپنی آخری مراد؟ اور اپنے مشیروں، علماء و مشائخ سب سے مشورہ کر لے، اور مہینے بھر کا، دو مہینے کا، سال بھر کا وقت دیدیا جائے، تو وہ اس سے بڑی کوئی دعا نہیں مانگ سکتا، بلکہ اس سے بڑی سوچ بھی نہیں سکتا کہ میرے نبی ﷺ کے قدموں میں جنت میں جگہ مل جائے۔ دو عمل ہیں جن پر یہ فضیلت ہیں، ایک تو یتیم کی پرورش کرنے والے کے لئے، اُس کے لئے یہ فضیلت ہے، اور ایک بیٹیوں کی پرورش کرنے والے کے لئے، اور نعمت سمجھ کر پرورش کرنے والے کے لئے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ بہترین گھر ہے وہ گھر جس میں کوئی یتیم پرورش پاتا ہو، اور اُس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو۔ یہ یتیم خانوں کا کوئی کنسپٹ خیر القرون میں نہیں تھا، آج کل یتیم خانے بنائے جاتے ہیں، اور سوچتے ہیں سب سے بڑی نیکی کا کام ہے، ہمارے اہل خیر

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

حضرات سوچتے ہیں کہ سب سے زیادہ نیک کام یہ ہے کہ یتیم خانہ کھلوایا جائے، یتیم خانہ میں جاکر اور زیادہ احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے بچہ۔ ہمارے گھروں میں پلنے چاہیے یتیم، اپنے بچوں پر ترجیح دے کر۔ دوسرے بیٹیوں کی پرورش کرنے والا، شرط یہ ہے کہ بیٹوں پر ترجیح نہ دے۔ لڑکا پیدا ہورہا ہے تو خوشیاں منائی جارہی ہیں، مٹھائیاں بٹ رہی ہیں، عقیقے ہو رہے ہیں، اور بیٹی پیدا ہورہی ہیں تو امام صاحب نہیں، پیر صاحب بھی مبارک باد نہیں دیتے، نرسیں پیسے نہیں مانگتیں، آپ سے تو کیا مانگیں آپ کے یہاں تو لڑکی پیدا ہوئی ہے، ذرا بڑا ہوا تو لڑکے پر خوب خرچ ہورہا ہے لڑکی پر کچھ نہیں، لڑکے کو بیڈ پر، اوپر سلا رہے ہیں، وہ بے چاری نیچے سو رہی ہے، بچا بچایا کھانا کھا رہی ہے، کہہ دیا جاتا ہے کہ لڑکی ہوکر بالائی کھا رہی ہے تو؟ گھی کھا رہی ہے؟ مردوں سے پہلے کھانا کھالیا؟ جاہلیت ہے یہ کہنا۔ عورتیں پہلے کھانا کھائیں، مرد بعد میں، ہمارے نبیؐ نے دین بھی سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کے پاس پیش کیا، اور آپؐ نے بیٹیوں کی محبت کیسی دکھائی۔ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا: اللہ کے نبی ﷺ کی ساری کائنات میں اللہ کے بعد سب سے محبوب شخصیت کون تھی؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: فاطمہؓ۔ یہ بتانے والی کون ہے، محبوبہ رسول حضرت عائشہؓ۔ فاطمہؓ سے خود اللہ کے نبی ﷺ فرما رہے ہیں، اے فاطمہ! تم یہ نہیں چاہتی ہو کہ جن کو تمہارے ابا چاہیں تم بھی اُن سے محبت کرو؟ کہنے لگیں: میرے ابا میں کیسے نہیں چاہوں گی؟ فرمایا: مجھے عائشہؓ سے محبت ہے، تم بھی اُن سے محبت کیا کرو۔ یہ محبوبہ رسول کہہ رہی ہیں، کہ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب فاطمہ ہیں۔ کیوں؟ جب آپ سفر سے تشریف لاتے تھے، تو سب سے پہلے فاطمہؓ کے گھر جاتے تھے، اور جب سفر میں جانے لگتے تو سب سے آخر میں فاطمہؓ سے ملتے تھے () کسی کے آنے سے ایسی خوشی نہیں ہوتی تھی آپ کو، آپؐ اپنی جگہ سے کھڑے ہوجاتے تھے، بیٹی کی پیشانی کو چومتے تھے، بوسہ دیتے تھے، بلائیں لیتے تھے، بیٹی کے ساتھ یہ محبت سکھائی آپ ﷺ نے ہمیں۔

نبی ﷺ نے سارے چور دروازے بند فرمادیئے

تو میرے بزرگو! اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں عمل کر کے دکھایا، اور عمل سے سکھایا کہ یہ بات صحیح ہے اور یہ غلط، اور یہ صراط مستقیم ہے، اور یہ غلط راستہ۔ مکمل طور پر زندگی گذارنے کا طریقہ آپ نے ہمیں بتادیا، مگر اسی کے ساتھ اُن کا اختصاص اور امتیاز بھی طے فرمادیا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ، تاکہ کوئی چیز اندھیرے میں نہ رہے، کس چیز کو اولیت دینی ہے، کس چیز کو دوسرے نمبر پر رکھنا ہے، کس چیز کو زندگی کی شناخت بنانا ہے، کس چیز کو پہچان بنانا ہے، اللہ کے نبی ﷺ جس طریق پر چل کر گئے، جو آپ کی پہچان اور آپ کی شناخت ہے وہ کیا ہے؟ آپؐ کی زبانی، اللہ تعالیٰ نے صراحت کے ساتھ بتادیا ہے: قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ () اے نبیؐ یہ اعلان کردیجئے اور تمام چور دروازوں کو بند کردیجئے۔

دعوت دین اصل میرا راستہ ہے

نماز کی ہم نے بہت ترغیب دی ہے، اے نبیؐ بتادیجئے، اور سب کو نماز پڑھ کر دکھایئے، لیکن صرف نماز کو میرا طریق نہ سمجھ لیا جائے، صرف نماز کو صراط مستقیم نہ سمجھ لیا جائے، نماز کو میرا راستہ نہ سمجھ لیا جائے، میں نے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دی ہے، لیکن گھر والوں کے حسن سلوک کو صرف دین نہ سمجھ لیا جائے، میں نے سخاوت کے بڑے فضائل بیان کیے ہیں، لیکن صرف سخاوت کو دین نہ سمجھ لیا جائے، اصل دین اور پہچان سمجھا جانے والا، منزل تک لے جانے والا، اصل میرا راستہ یہی دعوت الی اللہ والا راستہ ہے۔

جاری

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

ہرگز مشتعل نہ ہوں!

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے رفقاء کے ساتھ مدینہ ہجرت فرمائی تو وہاں دو طبقوں سے مسلمان نبرد آزما تھے، ایک یہود، دوسرے منافقین، یہودیوں کی مسلمانوں سے مخالفت علانیہ تھی، اور منافقین بغلی دشمن تھے، عبد اللہ ابن ابی ان کا سردار تھا، ابتداء اس شخص کا نفاق انصار پر ظاہر نہیں تھا اور وہ اس کو مخلص مسلمان باور کرتے تھے، مدینہ میں اس شخص کو پیغمبر اسلام ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ایک خصوصی مقام حاصل تھا؛ بلکہ اہل مدینہ اس کو اپنا بادشاہ بنانا چاہتے تھے، مگر اسلام کے بعد عبد اللہ بن اُبی کا خواب پورا نہ ہوسکا، غالباً اس لئے بھی عبد اللہ بن اُبی کے سینہ میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف آتش غضب سلگتی رہتی تھی۔

آپ ﷺ اپنے رفقاء ''مہاجرین اور انصار'' کے ساتھ ایک مہم پر نکلے، اس میں عبد اللہ ابن ابی بھی شامل تھا، ایک مقام پر پڑاؤ کیا گیا، اور پانی لینے کے مسئلہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اور انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تکرار ہوگئی، بات آگے بڑھی، غلام نے مہاجرین کو اپنی مدد کے لئے آواز دی اور انصاری نے انصار کو پکارا اور یہ معمولی سا جھگڑا دو شخص کا نہ رہا؛ بلکہ دو جماعتوں --- انصار و مہاجرین --- کا اختلاف بن گیا، آپ ﷺ نے دونوں ہی کی فہمائش کی اور بظاہر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ معاملہ رفع دفع ہوگیا؛ لیکن عبد اللہ ابن ابی ایسے مواقع کی تاک میں رہتا تھا، اس نے اس کو مہاجرین و انصار کے درمیان گروپ بندی کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی اور انصار کو عار دلائی کہ یہ نوبت اسی لئے آئی کہ تم نے محمد ﷺ اور مکہ سے آنے والے ان کے ساتھیوں کی مدد کی، مہاجرین کے ساتھ ہماری مثال عربی زبان کے اس محاورہ کی ہے کہ اپنے کتے کو کھلا پلا کر موٹا کرو؛ تاکہ وہ تمہیں کو کھا جائے ''سمن کلبک یأکلک''، پھر یہ بھی کہا کہ اب مدینہ پہنچ کر جو باعزت لوگ ہیں، وہ ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے۔

عبد اللہ ابن ابی نے یہ بات چند انصار کے درمیان کہی، ایک کم عمر انصاری صحابی حضرت زید ابن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے سر کے کانوں سے یہ بات سنی اور جذبۂ ایمان کے تحت رسول اللہ ﷺ سے صحیح صورتِ حال عرض کردی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جوشِ حق کا غلبہ رہتا تھا، اور باطل ان کو ذرا بھی برداشت نہیں تھا، انھوں نے آں حضرت ﷺ سے درخواست کی کہ اس منافق شخص کا سر قلم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں، آپ ﷺ نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا کیا گیا تو لوگ خیال کریں گے کہ اب محمد اپنے ساتھیوں کو بھی قتل کرا رہے ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے براہ راست عبد اللہ ابن ابی سے واقعہ کی تحقیق کی، اس نے انکار کیا کہ میں نے ایسی بات نہیں کہی، انصار میں سے اکابر اور سر برآوردہ حضرات نے بھی اپنی ناواقفیت کی وجہ سے عبد اللہ ابن ابی کی تصدیق کی اور کہا کہ زید بچے ہیں، ان کی بات کا کیا اعتبار ہے؟ مگر خود وحی الٰہی سے حضرت زید کی تصدیق ہوئی، بہر حال اس ناخوشگوار واقعہ کا چرچا پورے قافلہ میں ہوگیا اور بعض بھولے بھالے مسلمانوں کا ذہن ایک حد تک اس سے متاثر بھی ہوا۔

آپ ﷺ نے اس پر کچھ زیادہ گفتگو نہیں فرمائی اور قافلہ کو کوچ کرنے کا حکم فرمایا، آپ ﷺ کا عام معمول یہ تھا کہ صبح میں سفر شروع کرتے تو شام میں کہیں پڑاؤ کرتے اور شام میں سفر کا آغاز فرماتے تو صبح کے قریب کہیں منزل فرماتے؛ لیکن خلافِ معمول آپ ﷺ پورے دن اور پھر اس رات مسلسل چلتے رہے اور اور

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

اگلے دن دوپہر کے وقت ایک جگہ خیمہ زن ہوئے، چلچلاتی ہوئی دھوپ، گرم ریت، بھوک و پیاس اور مسلسل سفر نے لوگوں کو تھکا کر رکھ دیا اور جو وقتی ناخوشگواری پیدا ہوگئی تھی، اس کا اثر بھی جاتا رہا، دراصل یہی مصلحت تھی جس کے پیش نظر آپ ﷺ نے اس سفر کو غیر معمولی طول دیا؛ تاکہ لوگ اس تلخی کو بھول جائیں۔

پھر ایک عرصہ کے بعد جب عبداللہ ابن ابی کا نفاق لوگوں کے سامنے کھل کر آ گیا، حضراتِ انصار کو بھی اس کا خوب اندازہ ہوگیا، تو عبداللہ ابن ابی کے صاحبزادے--- جو مخلص مسلمان تھے--- اور ان کا نام بھی عبداللہ ہی تھا، آپ ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ معلوم ہوا ہے کہ آپ میرے والد کو قتل کرانے والے ہیں، اور واقعتاً وہ اپنے نفاق کی وجہ سے اسی لائق ہیں؛ لیکن مجھے اپنے والد سے بڑی محبت ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شاید میں ان کے قاتل کو نہ دیکھ سکوں! اگر واقعی ایسا ہی ہے تو آپ ﷺ مجھے حکم فرمایئے کہ میں خود اپنے والد کا سر قلم کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کردوں، آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر صورتِ حال بتائی کہ اگر میں نے اس وقت قتل کا حکم دیا ہوتا تو بہت سے لوگ بدگمان ہو سکتے تھے، اور آج صورتِ حال یہ ہے کہ خود یہ لوگ اس کے نفاق اور در پردہ عداوت سے پوری طرح واقف ہو چکے ہیں، اور خود ان کا لڑکا اس کے قتل کے لئے تیار ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی اس دور اندیشی اور معاملہ فہمی سے بہت متاثر ہوئے اور بے ساختہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی رائے میں برکت رکھی ہے ''بارک اللہ في رأي رسوله''۔

یہ ایک مثال ہے حسن تدبیر اور جذبات پر عقل و فراست کو غالب رکھنے کی! اسی کو قرآن مجید نے ''صبر'' سے تعبیر کیا ہے، صبر کے معنی بزدلی اور پسپائی کے نہیں ہیں، بلکہ صبر سے مراد حسن تدبیر اور کسی اقدام کے لئے صحیح موقع و محل کا انتخاب کرنے کے ہیں، صبر یہ ہے کہ آدمی اشتعال انگیز مواقع پر بھی اپنے آپ کو مشتعل اور بے برداشت ہونے سے بچائے؛ اس لئے کہ اشتعال اور غیظ و غضب کی حالت میں انسان کی قوتِ فیصلہ کم یا ختم ہو جاتی ہے، اور فراست و دوانش مندی کا دامن اس کے ہاتھوں سے چھوٹنے لگتا ہے؛ اسی لئے آپ ﷺ نے غصہ کی حالت میں کسی مقدمہ کا فیصلہ کرنے سے منع فرمایا ہے ''**لا یقضي القاضي و هو غضبان**'' کیوں کہ غصہ کی حالت میں آدمی معاملہ کی نوعیت کو سمجھنے اور اس کے بارے میں مناسب رائے قائم کرنے سے قاصر رہتا ہے، جیسے انفرادی اور شخصی معاملات میں یہ ضروری ہے کہ آدمی سنجیدہ حالت میں اہم فیصلے کرے، اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ضروری ہے کہ قومی اور اجتماعی مسائل میں ہم اشتعال اور غضب کی کیفیت میں کوئی فیصلہ کرنے اور قدم اٹھانے سے باز رہیں، ورنہ اس کا نقصان سنگین بھی ہوگا، دوررس بھی اور وسیع بھی۔

رسول اللہ ﷺ کی پوری حیاتِ طیبہ اس طرزِ عمل کی کھلی ہوئی مثال ہے، جنگ کی حالت ہو یا صلح کی، ہمیشہ آپ ﷺ نے خوش تدبیری کو وقتی جذبات پر غالب رکھا، صلح حدیبیہ ہی کو دیکھئے: بظاہر صلح الف سے یا تک مسلمانوں کی امنگوں کے خلاف تھی، صلح نامہ لکھتے ہوئے ''**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**'' لکھا گیا، اہل مکہ کے نمائندہ نے اسے قبول نہیں کیا اور کہا کہ زمانۂ جاہلیت کے طریقہ پر ''**باسمک اللّٰھم**'' لکھنا پڑے گا، اسے قبول کرلیا گیا آپ ﷺ کا اسم گرامی ''محمد رسول اللہ ﷺ'' لکھا گیا، دوسرے فریق نے ''رسول اللہ'' کے لفظ کو کاٹنے پر اصرار کیا، آپ ﷺ اس پر بھی تیار ہوگئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہوسکا، اور وہ کلمۂ حق کو اپنے ہاتھوں سے مٹانے کے لئے تیار نہ ہوئے تو آپ ﷺ نے اسے خود محو فرما دیا۔

پھر یہ بات طے پائی کہ مکہ سے جو مسلمان ہو کر مدینہ جائے اسے واپس کردیا جائے، اور مدینہ سے جو مرتد ہو کر مکہ آئے، اسے واپس نہ کیا جائے، یہ بالکل امتیاز پر مبنی دفعہ تھی، یہ بھی طے پایا کہ

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

مسلمان اس سال واپس چلے جائیں، آئندہ سال آئیں اور صرف تین دن قیام کریں، نیز نیام میں رکھی ہوئی تلوار کے سوا کوئی ہتھیار ساتھ نہ رکھیں، یہ ساری باتیں عربوں کی روایات کے سراسر خلاف تھیں، حرم میں کبھی بھی اور کسی کو بھی آنے کی عام اجازت تھی، اپنے تحفظ کے لئے ہتھیار رکھنا یہ بھی عربوں میں ایک روایتی حق سمجھا جاتا تھا، اور مسلمانوں کے لئے یہ اس لئے بھی ضروری تھا کہ وہ اپنے علانیہ دشمنوں کے درمیان جارہے تھے؛ لیکن ان غیر منصفانہ شرطوں کو بھی آپ ﷺ نے منظور فرمایا، اکثر صحابہ ؓ کو یہ صلح بہت ناگوارِ خاطر تھی، حضرت عمر ؓ سے تو برداشت نہ ہو سکا اور انھوں نے آپ ﷺ سے فرطِ جذبات میں کچھ ایسے سوالات کر لئے کہ ہمیشہ اس پر پشیمان رہتے تھے، جب آپ ﷺ نے احرام کھولا اور اپنے رفقاء کو اس کی تلقین کی تو راویوں کا بیان ہے کہ لوگ اس طرح ایک دوسرے کے بال مونڈ رہے تھے کہ گویا سر کاٹ ڈالیں گے۔

لیکن قرآن نے اسی صلح کو جو بظاہر ذلت آمیز تھی ''فتح مبین'' قرار دیا، (فتح:۱) دراصل آپ ﷺ کے پیش نظر یہ مصلحت تھی کہ مسلمان اہل مکہ سے مسلسل جنگ کی حالت میں ہیں، ہر صبح و شام خوف کی کیفیت سے گزر رہے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اہل مکہ کو معتدل فضاء میں اسلام اور اہل اسلام کو دیکھنے کا موقع نہیں مل پایا ہے، غلط فہمیوں کی دیواریں کھڑی ہیں، پھر اس خوف و دہشت کی فضاء میں کھل کر دعوتِ اسلام کا کام بھی نہیں ہو سکتا تھا، آپ ﷺ کو اس بات پر پورا اعتماد تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے اندر جو کشش رکھی ہے، وہ بڑے سے بڑے دشمن کو بھی زیر کرے گی، اور جن لوگوں کو میدانِ جنگ میں فتح نہیں کیا جاسکا ہے، اسلام کی روحانی تعلیمات ان کے قلوب و اذہان کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صلح حدیبیہ میں آپ ﷺ کے رفقاء کم و بیش چودہ سو تھے، اس واقعہ کے صرف دو سال بعد مکہ فتح ہوا تو اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار رفقاء عالی مقام مکہ میں داخل ہوئے، اور فتح مکہ کے دو سال بعد جب آپ ﷺ نے حج فرمایا تو مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہو چکی تھی، غرض آغازِ نبوت سے صلح حدیبیہ تک انیس سال کے عرصہ میں مسلمانوں کی تعداد چودہ سو سے کچھ زیادہ تھی اور اگلے چار سال میں ان کی تعداد یقیناً سوا، ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی، جن میں سوا لاکھ کے قریب تو خود آپ ﷺ کے ساتھ حج میں شریک تھے، یہ اسی صبر کا کرشمہ ہے اور یہی وہ فتح مبین ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے خوش خبری دی تھی۔

آپ ﷺ کا یہ عمل مسلمانوں کے لئے اسوہ ہے کہ جب مسلمان مشکل حالت سے گزر رہے ہوں، وہ سیاسی اور افرادی مغلوبیت سے دوچار ہوں، تو اس وقت خصوصاً، اور ہر حال میں عموماً سماجی اور ملکی فضاء کو معتدل رکھنے کی کوشش کریں، جذبات پر عقل کو، تمناؤں اور آرزوؤں پر حقیقت پسندی کو، اشتعال اور نقصان دہ غیظ و غضب پر صبر اور خوش تدبیری اور مناسب موقع و محل کے انتظار کو ترجیح دیں، ہر قدم پھونک کر اٹھائیں، ایسا ردِ عمل ظاہر نہ کریں جو خود کشی کے مترادف ہو، اور جس سے قومی اور اجتماعی نقصان ہو، جس سے تعمیر کے کام میں رکاوٹ پیدا ہو جائے اور ہماری ترقی معکوس ہو جائے۔

یاد رکھئے! ہندوستان کے موجودہ حالات میں فرقہ پرست عناصر کوشاں ہیں کہ مسلمانوں کو بے برداشت کر دیا جائے، وہ سڑک پر نکل آئیں؛ تاکہ ظلم و زیادتی کا جواز پیدا ہو جائے اور مسلمانوں کو ایک شدت پسند گروہ کی حیثیت سے پیش کیا جائے، ان حالات میں ہمارا مشتعل اور بے برداشت ہو جانا فرقہ پرستوں کی بڑی کامیابی، اور حسن تدبیر کے ساتھ ایسی سازشوں کا مقابلہ کرنا فرقہ پرستوں اور ملک دشمنوں کی سب سے بڑی شکست ہے، یہ بظاہر ہزیمت ہے اور حقیقت میں فتح مبین!

❑❑❑

پی۔ ڈی۔ ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

شجاعت وبہادری کے پیکر

حضرت زبیر بن عوام

راحت علی صدیقی قاسمی
رابطہ: 09557942062

دنیا میں مختلف انبیاء، صلحاء، قائد و رہنما پیدا ہوئے ہیں، جن کا تعاون کرنے کے لئے بہت سے افراد ہوتے تھے اور ان کے مقصد کی تکمیل کے لئے لمحہ بھر کی فروگذاشت نہیں کرتے تھے، اللہ تبارک تعالیٰ نے ایسی چنندہ اشخاص پیدا کئے، جو اپنے قائدین کے مقصد کو اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے تھے، ان کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنا، ان کے مشن کی اشاعت کرنا وہ مقصد زیست سمجھتے تھے، اس کے لئے راتوں کی نینداور دن کا سکون غارت کردیتے تھے، ان کی آنکھوں میں ایک ہی خواب سجتا تھا کہ وہ اپنے قائد کے منشاء ومقصد کو کس طرح پایہ تکمیل تک پہنچائیں؟ جذبہ صادق سے مملوان افراد کا تذکرہ تاریخ کے صفحات پر موجود ہے، جوان کی عظمت ورفعت اور اپنے آقا سے محبت کی کھلی دلیل ہے، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ کو وہ بلند اوصاف اصحاب عطا کئے جو نایاب تھے، چونکہ آپ کا مشن پوری کائنات میں خدائی قانون نافذ کرنا تھا، اس کے لئے محنت ومشقت اور سچے جاں نثار درکار تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عظیم افراد عطا کئے، جن کی محبت وعقیدت، جاںنثاری وفداکاری بے مثال ہے، جو اپنے آقا کے تھوک کو اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں، جو آپ کے اشارے پر اپنی جان گنوانے کے لئے تیار رہتے ہیں، جن کے لئے مال ومنال عزت عظمت کوئی مقام نہیں رکھتا، ان کی نظر میں اگر کوئی چیز قابل تعظیم ہے، تو وہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، چنانچہ کفار بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں اور ابوسفیان اسلام لانے سے قبل یہ کہتے ہیں کہ میں نے قیصر وکسریٰ کا دربار دیکھا ہے، محبت وعقیدت کا جو منظر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں دیکھا وہ دنیا کے کسی بادشاہ کے دربار میں نہیں دیکھا۔ آپ کے اصحاب باکمال تھے، اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ کو عظیم ترین ساتھی عطا فرمائے، انہی ساتھیوں میں ایک شخصیت وہ بھی ہے، جن کو آپ نے حواری ہونے کا شرف عطا فرمایا، اور فرمایا ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نبی کے لئے حواری بنایا ہے، تم میرے حواری ہو'' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اُس شخصیت کی عظمت کو ثابت کرتے ہیں، جو حسب ونسب کے اعتبار سے عالی مقام رکھتا ہے، جس کا نسب آقائے نامدار سے ملتا ہے، جس کو آپ سے ایک نہیں کئی کئی نسبتیں حاصل ہیں، جو آپ کے پھوپھی زاد بھائی بھی ہیں اور آپ کے ساڑھو بھی، ان کی شخصیت ان نسبتوں کی امین ہے، شجاعت وبہادری ان کے مزاج کا حصہ ہے، دلیری ان کی رگوں میں خون کی مانند دوڑ رہی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں دین کی خدمت کے لئے قبول کرلیا ہے، انہیں اشاعت دین میں داد شجاعت لوٹنی ہے، انہیں اپنی تلوار بازی کے فن کا مظاہرہ کرنا ہے، دشمنان دین سے مقابلہ کرنا اور انہیں جہنم رسید کرنا ہے، میدان جہاد میں تاریخ رقم کرنی ہے، آقائے نامدار کی اطاعت وفرماں برداری کا حق ادا کرنا ہے، اس فریضہ کی ادائیگی میں جان قربان کرنی ہے، اسلام کی خاطر سخت ترین تکلیفیں جھیلنی ہیں، زخم اٹھانے ہیں، مشقتیں برداشت کرنی ہیں، ظاہر ہے یہ عام آدمی کا کام نہیں ہے، اس کے لئے مخصوص مشق ومحنت کی ضرورت ہے، خاص تیاری درکار ہے، محنت و مشقت کی ضرورت ہے، اس کا بھی خداوندقدوس نے انتظام فرمادیا ہے، اور آپ کی والدہ کو مشق وٹریننگ کرانے لئے مقرر کردیا ہے، خلاق کائنات کا نظام تو دیکھو والدہ اس بچے کو حرب وضرب کی مشق کرارہی ہیں، مردِ میدان بنانے میں مشغول ہیں، سخت ترین

پی۔ ڈی۔ ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

ٹریننگ ہے،اس مشق کی سختی اور شدت کا عالم یہ ہے کہ آپ کے چچا بھی اس تکلیف سے بلبلا اٹھتے ہیں اور ان کے قلب کی تکلیف زبان پر ان جملوں کا روپ لے کر ظاہر ہوتی ہے، کیا اس بچہ کی جان لوگی؟ لیکن وہ اپنے بیٹے کو کامیاب مجاہد بنانا چاہتی تھیں، ان کی خواہش تھی کہ میرا بیٹا مال غنیمت حاصل کرے کامیابی حاصل کرے،عزت وعظمت حاصل کرے، انہیں کیا علم تھا کہ یہ محض مالِ غنیمت ہی حاصل نہیں کرے گا، بلکہ آقائے نامدار کے حواری ہونے کا شرف بھی حاصل کرے گا اور دنیا ہی میں کامران نہیں ہوگا بلکہ آخرت میں بھی کامیاب وسرخ رو ہو جائے گا اور اس کی کامیابی اتنی عظیم ہوگی کہ دنیا میں ہی اسے اخروی کامیابی کی بشارت دیدی جائے گی، یہ عظیم ترین شخصیت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی ہے، ابتدائی دور میں ہی مسلمان ہوئے، ہر موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، اسلام کی آبیاری انہوں نے اپنے خون سے کی، اسلامی تاریخ میں ان کی شجاعت و بہادری مثالی ہے، میدان جنگ میں نکلتے تو صفیں الٹ دیتے، کفار کے خیمے میں ہلچل پیدا کر دیتے، جنگ کی تصویر بدل دیتے، جوش میں آتے تو بجلی کی طرح کوندتے، میدان جہاد میں ان کی تیزی قابل دید تھی، ان کی بہادری کا عالم یہ تھا کہ غزوہ بدر میں انہوں نے ایک مضبوط ترین شخص کو واصل جہنم کیا اور جب عبیدہ بن سعید پورے جسم پر لوہے کی زرہ پہن کر آیا تو انہوں نے اس کی آنکھ میں اس زور سے نیزہ مارا کہ وہ پار نکل گیا اور اس کے سینہ پر بیٹھ کر نیزہ کھینچا تو نیزے کا پھل مڑ گیا، اس سے ان کی شجاعت و بہادری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، یہ نیزہ اسلامی تاریخ میں یادگار بن گیا اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تاریخی نیزہ کو بطور یادگار اپنے پاس رکھا، آپ کے بعد خلفاء راشدین میں خلیفہ ثالث تک سلسلہ وار یہ نیزہ بطور یادگار خلفائے راشدین کے پاس رہا، اس بات کو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے، کہ اسلامی تاریخ ہی نہیں تاریخ عالم میں اس طرح کا واقعہ تلاش کرنا بہت مشکل کام ہے، غزوہ بدر ہی نہیں تمام اسلامی غزوات ان کی شجاعت و بہادری کے قصہ بیان کرتے ہیں، غزوہ احد میں انہوں نے مثالی کارنامہ انجام دیا، غزوۂ خندق ،غزوۂ خیبر، فتح مکہ ہر موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ رہے، کوئی موقع ،کوئی مقام ایسا نہیں ہے، جب آپ نے تکلیف و شدت کی بناء پر یا قلبی خواہش کی بناء فرمان رسول کی پابندی نہ کی ہو۔ جنگ کے میدان میں انہوں نے جہاں دوسروں کو جہنم رسید کیا، وہاں خود بھی زخم کھائے، درد برداشت کیا، حتی کہ عروہ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ ایک زخم آپ کی گردن پر ایسا تھا، جس میں ہم انگلی ڈال کر کھیلا کرتے تھے، آپ کے جسم پر اس طرح کے دو زخم تھے، جن میں بچے انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے، ان زخموں کی کیفیت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے، آپ نے دین کی خدمت کس درجہ کی ہے اور آقائے نامدار کی محبت میں جان کی بھی پرواہ نہیں کی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نے حضرت زبیرؓ کو افسردہ کر دیا تھا، آپ ٹوٹ کر بکھر چکے تھے، اس کے باوجود جب جب آپ کی ضرورت پیش آئی، آپ آلات حرب وضرب سے لیس ہو کر میدان جہاد میں نکلے اور کفار کے دانت کھٹے کر دیئے، جنگ یرموک، فسطاط، اسکندریہ، ان مواقع پر آپ نے طاقت و قوت کا مظاہرہ کیا، شجاعت و بہادری کے وہ نمونے پیش کئے کہ سیرت کا طالب علم دانتوں تلے انگلیاں دبانے پر مجبور ہو جائے، مجاہدین بھی آپ کی تیزی کے سامنے پیچھے رہ جاتے تھے، آپ کی تدبیر فیصلہ کن ثابت ہوتی تھی، اس طرح اسلام کا یہ عظیم مجاہد زندگی بھر ثابت قدم رہا، اسلامی تاریخ کا وہ دور بھی آیا، جس کو بیان کرتے ہوئے زبان کانپتی ہے، اور قلم لرزنے لگتا ہے، یہ وہ موقع ہے جب خلیفہ ثالث کی شہادت ہو چکی ہے۔ مسلمان دو گروہ میں تقسیم ہو چکے ہیں، ایک جماعت کی قیادت ام المومنین حضرت عائشہ فرما رہی تھیں اور دوسری جماعت کی سیادت حضرت علی رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے، مقام ذی قار میں دونوں اپنی فوجوں کے

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

ساتھ حق کی حفاظت میں نکلے تھے، آقائے نامدار کے تربیت یافتہ حق کی حفاظت کی، محبت و اخوت سے صرف نظر کرتے ہوئے میدان کارزار میں نکلے تھے، مقصد حق کی حفاظت تھی، وہ ذاتی رنجش، نفرت وتعصب، عہدہ ومنصب، عزت وجاہ کے متلاشی نہیں حق کے محافظ تھے، اجتہادی بھول نے محبین کو میدان جہاد میں صف آرا کردیا تھا، چنانچہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر کو آقائے نامدار کا فرمان یاد دلایا تو فوراً میدان چھوڑ کر چلے گئے، اس سے بے خبر کہ یہ راستہ انہیں ان کی منزل مقصود کی طرف لے جارہا ہے، چنانچہ آپ یہاں سے نکلے، ابن جرموز آپ کے ساتھ ہوا، درمیان میں گفت وشنید ہوئی، امان دی، کچھ دور پہنچنے کے بعد نماز پڑھنے لگے، سجدہ ریز ہوئے، ابن جرموز نے آپ کا سرتن سے جدا کردیا، اس طرح حواری اسلام، تاریخ کا عظیم مجاہد، آقائے نامدار کا شیدائی، آپ کے فرمان کی اطاعت کرتا ہوا دنیا سے رخصت ہوگیا، 64 سال اس عالم میں بقا رہا اور 36 ہجری میں جام شہادت نوش کیا۔ السباع کی مٹی کی چادر اوڑھ کر سوگیا، کل جس کے قدموں کی چاپ سے زمین لرز اٹھتی تھی، جس کے گھوڑے کی ٹاپوں سے اٹھتی دھول کفار ومشرکین کے چہرے گرد آلود کردیتی تھی، جس کی تلوار ناقابل تسخیر معلوم ہوتی تھی آج وہ منوں مٹی میں دفن کردیا گیا، لیکن حق محبت ادا کرگیا، آپ کو اللہ تعالی نے بہت سی خوبیاں عطا فرمائی تھیں، عمدہ اخلاق، ایثار و وفا محبت واخوت، ہمدردی ورواداری، سخاوت، خشیت الٰہی، دعوت الی اللہ یہ وہ اوصاف تھے جو آپ کی ذات میں موجود تھے، ہر شخص سے محبت کرتے تھے، مساوات وبرابری کا عالم یہ تھا کہ غزوۂ احد میں آپ کے ماموں زاد بھائی اور حضرت حمزہ جام شہادت نوش کئے ہوئے تھے، ایک ہی کفن تھا، چنانچہ آپ نے اس کے دو ٹکڑے کئے اور آدھا اپنے بھائی کو آدھا حضرت حمزہ کو دے دیا، بہت زیادہ رقیق القلب تھے، اللہ تعالیٰ نے حواری رسول کو جو اوصاف عطا کئے تھے، وہ قابل رشک اور قابل عمل ہیں، وہ زندگی کو خوبصورت ودلکش بنانے کا ذریعہ ہیں، کہ انسان ان اوصاف کی اتباع وپیروی کرکے دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران ہوجائے

حضرت زبیر کی زندگی ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ اطاعت خداوندی اور محبت رسول ہی کو ہماری زندگی میں اولیت ہونی چاہئے، اس کے سامنے کائنات کی ہر شئے ہیچ ہے، ہمیں اپنی زندگی کے ہر موقع پر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی چاہیے۔

جمہوری ملک میں حقوق کی حفاظت

"ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ ہم ایسے ملک میں ہیں جس میں اکثریت غیر مسلموں کی ہے، وہ جمہوری ملک ہے، اور وہاں قانون ساز مجلسیں قانون بناتی ہیں، جب یہ ملک جمہوری ہے تو پارلیمنٹ ہی قانون بنائے گی، اور جمہوریت کا یہ قاعدہ ہے کہ اکثریت کی رائے اور تائید سے قانون بنتا ہے، اس لیے ہر وقت اس کا خطرہ ہے کہ ایسے قوانین بنیں جو ہمارے بنیادی عقائد، مسلمات، ہمارے جذبات اور ہماری ضرورتوں کے خلاف ہوں۔

اب ہمارا کام یہ ہے کہ ایسے سیکولر اور جمہوری ملک میں اپنے ملی تشخص کی حفاظت آئینی طریقہ پر کریں، ہم ہندوستان کے وفادار، مفید، کارآمد اور اس کے ضروری جزء ہونے کی حیثیت سے اپنی افادیت واہمیت ثابت کریں اور مطالبہ کریں کہ کوئی قانون ہماری شریعت، آسمانی کتاب اور ہمارے عقائد کے خلاف نہیں بننا چاہیے۔

اسی کے ساتھ یہ بھی ثابت کریں کہ خلاف شریعت قانون بننے سے ہم کو اس سے زیادہ اذیت ہوتی ہے، جتنا کھانا روکنے سے، ہم ثابت کردیں کہ اس نئے قانون سے ہم کو ایسی گھٹن ہورہی ہے جیسے مچھلی کو پانی سے نکال کر باہر رکھنے سے ہوتی ہے، ہمارے چہروں کے اتار چڑھاؤ، حرکات وسکنات سے معلوم ہوجائے کہ ہماری صحت اور توانائی اور کارکردگی پر اثر پڑ رہا ہے، اور یہ محسوس کرلیا جائے کہ یہ ایک مغموم قوم کے افراد ہیں، اس نئے قانون سے ان کا دم گھٹ رہا ہے"۔ (کاروان زندگی: ۳/۱۵۵-۱۵۶)

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

طلاق کیا ہے اور ضرورت کے وقت طلاق دینے کا صحیح طریقہ

مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی

بھارتیہ جنتا پارٹی کی سرپرستی میں مرکزی حکومت نے تین طلاق دینے والے شخص کے لئے تین سال کی جیل والا وہ قانون آخر کار پاس کر ہی ڈالا جو دنیا کے کسی بھی چپہ میں نہ نافذ ہے اور نہ ہی آج تک اس نوعیت کا کوئی قانون اللہ کی سرزمین میں نافذ ہوا ہے، اور نہ ہی تین طلاق دینے والے شخص کو دی جانے والی اِن سزاؤں کا کوئی تعلق قرآن وحدیث سے ہے جو شریعت اسلامیہ کے دو اہم ماخذ ہیں۔ یعنی اب ہمارے بھارت مہان میں اگر کسی بھی شخص کی بیوی نے تھانہ جاکر یہ شکایت درج کی کہ اُس کے شوہر نے اسے تین طلاق دی (خواہ واقعتاً دی ہوں یا نہ) تو شوہر کو تین سال تک جیل میں تکلیفیں اور پریشانیاں برداشت کرنی ہی ہوں گی اور شوہر کو تین سال تک جیل میں رہتے ہوئے اپنی بیوی اور بچوں کے تمام اخراجات بھی برداشت کرنے ہوں گے، حکومت تین طلاق کے نام پر عورت کے ساتھ ہمدردی کا ڈھکوسلا تو کرتی ہے مگر شوہر کے جیل کے دوران بھی اُس کے بچوں یا بیوی کا کوئی بھی خرچہ حتی کہ اُن کی تعلیم یا بیمار ہونے پر علاج کے اخراجات بھی برداشت کرنے کے لئے حکومت تیار نہیں ہے، جیل سے باہر آنے کے بعد آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ شوہر اپنی بیوی کے ساتھ کیا برتاؤ کرے گا۔ سارے نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جائز کاموں میں سب سے برا عمل طلاق کو قرار دیا ہے مگر اس قانون کے بعد طلاق مذاق بن جائے گا، جس سے بھارتیہ جنتا پارٹی کے مقاصد ہی پورے ہوں گے، یعنی مسلم میاں بیوی کے اختلاف کی صورت میں بیوی اس قانون سے ناجائز فائدہ اٹھا کر شوہر کو جیل بھیج کر کسی بھی مسئلہ پر پیدا ہوئے اپنے جھگڑے کا بدلہ لے گی اور اُس کے بعد دونوں خاندانوں میں جنگ ہوتی رہے گی، چنانچہ میاں بیوی کے مختلف پرانے جھگڑوں میں عورت کے گھر والوں نے اس قانون کا ناجائز فائدہ اٹھا کر شوہر کے خلاف تین طلاق کا کیس دائر کرنا شروع کر دیا ہے، ظاہر ہے کہ موجودہ حکومت اپنے مذموم ارادوں کو پورا کرنے کے لئے پہلی فرصت میں شوہر کو جیل بھیجنے کے لئے احکام جاری کرے گی۔

تین طلاق پر تین سال کی جیل والا قانون بننے کے بعد اب ہمیں ہندوستان کے موجودہ تناظر میں عوام میں یہ بیداری پیدا کرنی ہی ہوگی کہ کوئی بھی مسلمان چھوٹی چھوٹی بات پر ایک ہی ساتھ تین طلاق نہ دے، بلکہ اگر میاں بیوی کے درمیان اختلافات دور نہ ہوں تو قرآن کریم (سورۃ النساء ۳۵) کی تعلیم کے مطابق دونوں خاندان کے چند افراد کو حکم بنا کر معاملہ طے کرنا چاہئے، غرضیکہ ہر ممکن کوشش کی جانی چاہئے کہ ازدواجی رشتہ ٹوٹنے نہ پائے، لیکن بعض اوقات میاں بیوی میں صلح مشکل ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے دونوں کا مل کر رہنا ایک عذاب بن جاتا ہے تو ایسی صورت میں ازدواجی تعلق کو ختم کرنا ہی طرفین کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے، اسی لئے شریعت اسلامیہ نے طلاق کو جائز قرار دیا ہے، یہ تو مذہب اسلام کا امتیازی وصف ہے کہ دونوں میاں بیوی میں نبھاؤ نہ ہونے کی شکل میں طلاق دے کر خوش اسلوبی کے ساتھ ازدواجی تعلق کو ختم کر دیا جائے۔

طلاق میاں بیوی کے درمیان نکاح کے معاہدہ کو توڑنے کا نام ہے، جس کے لئے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ دو اہم شرائط کے ساتھ صرف ایک طلاق دے دی جائے: (۱) عورت پاکی کی

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

حالت میں ہو۔ (۲) شوہر عورت کی ایسی پاکی کی حالت میں طلاق دے رہا ہو کہ اس نے بیوی سے ہم بستری نہ کی ہو۔صرف ایک طلاق دینے پر عدت کے دوران رجعت بھی کی جاسکتی ہے، یعنی میاں بیوی والے تعلقات کسی نکاح کے بغیر دوبارہ بحال کئے جاسکتے ہیں۔عدت گزرنے کے بعد اگر میاں بیوی دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو نکاح بھی ہوسکتا ہے۔نیز عورت عدت کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح بھی کرسکتی ہے۔غرضیکہ اس طرح طلاق واقع ہونے کے بعد بھی ازدواجی سلسلہ کو بحال کرنا ممکن ہے اور عورت عدت کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کرنے کا مکمل اختیار بھی رکھتی ہے۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر میاں بیوی کے درمیان صلح کرانے کی تمام کوششیں ناکام ہوجائیں اور طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو صرف ایک طلاق دے دی جائے تاکہ غلطی کا احساس ہونے پر عدت کے دوران رجعت اور عدت گزرنے کے بعد دوبارہ نکاح کرنے کا راستہ کھلا رہے۔ایک ساتھ تین طلاق دینے سے بالکل بچنا چاہئے کیونکہ اس کے بعد رجعت یا دوبارہ نکاح کرنے کا راستہ بظاہر بند ہوجاتا ہے۔

طلاق کا اختیار مرد کو

مرد میں عادتاً وطبعاً عورت کی بہ نسبت فکر وتدبر اور برداشت وتحمل کی قوت زیادہ ہوتی ہے، نیز انسانی خلقت، فطرت، قوت اور صلاحیت کے لحاظ سے اور عقل کے ذریعہ انسان غور وخوض کرے تو یہی نظر آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو قوت مرد کو عطا کی ہے، بڑے بڑے کام کرنے کی جو صلاحیت مرد کو عطا فرمائی ہے، وہ عورت کو نہیں دی گئی۔لہٰذا امارت اور سربراہی کا کام صحیح طور پر مرد ہی انجام دے سکتا ہے، اس مسئلہ کے لئے اپنی عقل سے فیصلہ کرنے کے بجائے اس ذات سے پوچھیں جس نے اِن دونوں کو پیدا کیا ہے۔ چنانچہ خالق کائنات نے قرآن کریم میں واضح الفاظ کے ساتھ اس مسئلہ کا حل پیش کردیا ہے: ﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ (سورۃ البقرۃ ۲۲۸) ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ (سورۃ النساء ۳۴) ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں ذکر فرمادیا کہ مرد ہی زندگی کے سفر کا سربراہ رہے گا اور فیصلہ کرنے کا حق مرد ہی کو حاصل ہے، اگرچہ مرد کو چاہئے کہ عورت کو اپنے فیصلوں میں شامل کرے۔اسی وجہ سے شریعت اسلامیہ نے طلاق دینے کا اختیار مرد کو دیا ہے۔

خُلَع: لیکن عورت کو مجبور محض نہیں بنایا کہ اگر شوہر بیوی کے حقوق کما حقہ ادا نہیں کررہا ہے یا بیوی کسی وجہ سے اس کے ساتھ ازدواجی رشتہ کو جاری نہیں رکھنا چاہتی تو عورت کو شریعت اسلامیہ نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے۔ اگر عورت واقعی مظلومہ ہے تو شوہر کی شرعی ذمہ داری ہے کہ اس کے حقوق کی ادائیگی کرے ورنہ عورت کے مطالبہ پر اسے طلاق دیدے خواہ مال کے عوض یا کسی عوض کے بغیر۔لیکن اگر شوہر طلاق دینے سے انکار کررہا ہے تو بیوی کو شرعی عدالت میں جانے کا حق حاصل ہے تاکہ مسئلہ کا حل نہ ہونے پر قاضی شوہر کو طلاق دینے پر مجبور کرے۔اس طرح عدالت کے ذریعہ طلاق واقع ہوجائے گی اور عورت عدت گذار کر دوسری شادی کرسکتی ہے۔خلع کی شکل میں طلاق بائن پڑتی ہے یعنی اگر دونوں میاں بیوی دوبارہ ایک ساتھ رہنا چاہیں تو رجعت نہیں ہوسکتی بلکہ دوبارہ نکاح ہی کرنا ہوگا، جس کے لئے طرفین کی اجازت ضروری ہے۔

طلاق کی قسمیں

عمومی طور پر طلاق کی تین قسمیں کی جاتی ہیں: طلاق رجعی، طلاق بائن اور طلاق مغلظہ۔

طلاق رجعی: واضح الفاظ کے ذریعہ بیوی کو ایک یا دو طلاق دے دی جائے۔مثلاً شوہر نے بیوی سے کہہ دیا کہ میں نے تجھے طلاق دی۔یہ وہ طلاق ہے جس سے نکاح فوراً نہیں ٹوٹتا بلکہ عدت پوری ہونے تک باقی رہتا ہے۔عدت کے دوران مرد جب چاہے طلاق سے رجوع کرکے عورت کو پھر سے بغیر کسی نکاح کے بیوی بنا سکتا ہے۔یاد رہے کہ شرعاً رجعت کے لئے بیوی کی

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

رضامندی ضروری نہیں ہے۔

طلاق بائن: ایسے الفاظ کے ذریعہ جو صراحتاً طلاق کے معنی پر دلالت کرنے والے نہ ہوں، جیسے کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو اپنے میکے چلی جا، میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ اس طرح کے الفاظ سے طلاق اسی وقت واقع ہوگی جب کہ شوہر نے ان الفاظ کے ذریعہ طلاق دینے کا ارادہ کیا ہو ورنہ نہیں۔ ان الفاظ کے ذریعہ طلاق بائن پڑتی ہے یعنی نکاح فوراً ختم ہو جاتا ہے، اب نکاح کر کے ہی دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے حلال ہو سکتے ہیں۔

طلاق مغلظہ: اکٹھا طور پر یا متفرق طور پر تین طلاق دینا طلاق مغلظہ (سخت) ہے، خواہ ایک ہی مجلس میں ہوں یا ایک ہی پاکی میں دی گئی ہوں۔ ایسی صورت میں نہ تو مرد کو رجوع کا حق حاصل ہے اور نہ ہی دونوں میاں بیوی نکاح کر سکتے ہیں، الاّ یہ کہ عورت اپنی مرضی سے کسی دوسرے شخص سے باقاعدہ نکاح کرے اور دونوں نے صحبت بھی کی ہو، پھر یا تو دوسرے شوہر کا انتقال ہو جائے یا دوسرا شوہر اپنی مرضی سے اسے طلاق دیدے تو پھر یہ عورت دوسرے شوہر کی طلاق یا موت کی عدت کے بعد پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام (سورۃ البقرۃ آیت ۲۳۰) میں اس طرح بیان فرمایا ہے: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ، فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ پھر اگر شوہر (تیسری) طلاق دیدے تو وہ (مطلقہ) عورت اس کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک وہ کسی اور شوہر سے نکاح نہ کرے۔ ہاں اگر (دوسرا شوہر بھی) اسے طلاق دیدے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ایک دوسرے کے پاس (نیا نکاح کر کے) دوبارہ واپس آجائیں، بشرطے کہ انہیں یہ غالب گمان ہو کہ وہ اب اللہ کی حدود قائم رکھیں گے۔ اسی کو حلالہ کہا جاتا ہے، جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ اس کے صحیح ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں: دوسرا نکاح صحیح طریقہ سے منعقد ہوا ہو۔ دوسرے شوہر نے ہم بستری بھی کی ہو۔ دوسرا شوہر اپنی مرضی سے طلاق دے یا وفات پا جائے اور دوسری عدت بھی گزر گئی ہو۔ حلالہ کے لئے مشروط نکاح کرنا حرام ہے۔

اسلامی تعلیمات کا تقاضہ ہے کہ نکاح کا معاملہ عمر بھر کے لئے کیا جائے اور اس کو توڑنے اور ختم کرنے کی نوبت ہی نہ آئے کیونکہ اس معاملہ کے ٹوٹنے کا اثر نہ صرف میاں بیوی پر ہی پڑتا ہے، بلکہ اولاد کی بربادی اور بعض اوقات خاندانوں میں جھگڑے کا سبب بنتا ہے، جس سے پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے، اس لئے شریعت اسلامیہ نے دونوں میاں بیوی کو وہ ہدایات دی ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے یہ رشتہ زیادہ سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو۔ اگر میاں بیوی کے درمیان اختلاف رونما ہو تو سب سے پہلے دونوں کو مل کر اختلاف دور کرنے چاہئیں۔ اگر بیوی کی طرف سے کوئی ایسی صورت پیش آئے جو شوہر کے مزاج کے خلاف ہو تو شوہر کو حکم دیا گیا کہ افہام وتفہیم اور زجر وتنبیہ سے کام لے۔ دوسری طرف شوہر سے بھی کہا گیا کہ بیوی کو محض نوکرانی اور خادمہ نہ سمجھے بلکہ اس کے بھی کچھ حقوق ہیں جن کی پاس داری شریعت میں ضروری ہے۔ ان حقوق میں جہاں نان ونفقہ اور رہائش کا انتظام شامل ہے وہیں اس کی دل داری اور راحت رسانی کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنے گھر والوں (یعنی بیوی بچوں) کی نظر میں اچھا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ ان کی نظر میں اچھا وہی ہوگا جو اُن کے حقوق کی ادائیگی کرنے والا ہو۔

آخر میں ایک بار پھر امت مسلمہ سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک ساتھ تین طلاق ہرگز نہ دیں۔ اگر طلاق کی نوبت ہی آئے تو صرف ایک طلاق دیں۔ طلاق ہونے پر طرفین کو عدالت اور کچہری کے چکر لگانے کے بجائے علماء کرام سے رجوع کرنا چاہیے، تاکہ شریعت اسلامیہ کے مطابق فیصلہ کیا جا سکے۔

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

خبروں کی دنیا

News World

محمد ادریس ولی اللھی

پھلت میں جشن آزادی منایا گیا

ملک کی معرف دانش گاہ جامعہ امام ولی اللہ اسلامیہ پھلت مظفر نگر کے کیمپس میں ۱۵/اگست کو یوم آزادی کی مناسبت سے عظیم الشان تقریب کا انعقاد عمل میں آیا جس میں جامعہ امام اور فیض الاسلام ہائی اسکول کے اسٹاف کے ساتھ ساتھ طلباء و طالبات نے شرکت کی، اور اس میں ترانہ ہندی اور دیگر قومی ترانے گنگنائے گئے، اس موقع پر جامعہ کے مہتمم مولانا محمد طاہر ندوی نے سامعین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک کے ہر شہری کو ہم مبارک باد پیش کرتے ہیں جو آج اس ملک میں آزادی کی سانسیں لے رہے ہیں اور یہ تبھی ممکن ہوا جب کہ انگریزوں کی غلامی سے آزاد کرانے کے لئے جان و مال کی قربانیاں دی گئیں۔ انہوں نے بتایا کہ جب ہندوستان آزاد ہوا تو اس ملک کے لئے جس دستور کو منتخب کیا وہ دستور جمہوریت پر مبنی تھا، دستوری طور پر حکومت کا کوئی مذہب نہیں رکھا گیا، یعنی ہر مذہب کے ماننے والے کو ضمیر اور عقیدہ و فکر کی بھر پور آزادی دی گئی، اس کے بنیادی حقوق کے زمرے میں دفعہ ۲۵ اور دفعہ ۲۹ بھی ہے جس میں تمام شہریوں خاص طور پر اقلیتوں کو آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا حق دیا گیا ہے، اسی طرح تمام شہریوں کو جن کی اپنی الگ زبان، رسم الخط یا ثقافت ہو، اسے محفوظ رکھنے کا حق دیا گیا ہے جو بڑی آزادی ہے۔ ہیڈ ماسٹر محمد اسلم صدیقی نے سبھی کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں ایک اچھے شہری کی حیثیت سے زندگی گزارنی چاہئے اور ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا ہے جس کے لئے محنت و لگن سے پڑھائی کرنے کی ضرورت ہے، مولانا ریاض الدین ندوی، مولانا ذبیح الرحمٰن ندوی، مولانا عبدالواجد ندوی، ماسٹر سعود احمد، ماسٹر اطہر، ماسٹر ارشاد وغیرہ کی کاوشوں سے یہ پروگرام خوبصورتی سے انجام پایا۔ ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی نے ملک کی سلامتی و امن و امان کے لئے دعاء کرائی۔ مٹھائی کی تقسیم پر یہ اہم پروگرام اختتام کو پہنچا۔

جامعہ امام ولی اللہ پھلت میں ”قربانی کوئز کمپٹیشن“

جامعہ کے طلباء کی انجمن بزم ولی اللھی کے شعبہ خطابت کی جانب سے ۵/ذی الحجہ کو " قربانی کوئز کمپٹیشن " کے عنوان سے ایک پروگرام کیا گیا، جس کی صدارت ڈاکٹر محمد سلیم صدیقی نے کی اس موقع پر اپنے خصوصی خطاب میں مولانا محمد طاہر ندوی مہتمم جامعہ نے کہا کہ عید الاضحیٰ کے دن خوشحال مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ جانور ذبح کریں جو حلال ہوں، ناپاک نہ ہوں، درندے نہ ہوں، صرف گوشت کھانے کے لیے نہیں اپنا پیٹ بھرنے کے لیے نہیں، غیر اللہ کے نام پر نہیں، خرید و فروخت کے لیے نہیں، خون بہانے کے لیے نہیں، صرف اللہ کی رضا کے لیے اللہ کے بندوں۔ خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ کی ضیافت کی نیت سے، تین دن مسلسل ضیافت کا اہتمام ہو، چنانچہ پوری دنیا میں مسلمان ثواب کی نیت سے ایک دوسرے کی عام ضیافت کرتے ہیں۔ اسی کا نام قربانی ہے۔ پروگرام کے منتظم مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی نے نماز عید اور اس سے متعلق سنتوں سے سامعین کو آگاہ کیا۔ اس مسابقہ میں مساہمین کی تعداد ۲۰ رہی اور پوزیشن لانے والے شرکاء کو سند امتیاز اور شیلڈ سے نوازا گیا: اول محمد طیب متعلم ثانویہ خامسہ، دوم محمد ابوبکر متعلم ثانویہ خامسہ، سوم محمد سہیل متعلم عالیہ اولی رہے، حکم کے فرائض مولانا محمد اقبال قاسمی، مفتی راحت صاحب قاسمی اور مولانا عبدالواجد صاحب ندوی نے انجام دیئے۔

پی۔ ڈی۔ ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س: اگر تالاب میں ہی مچھلی مرجائے تو اس کو کھانے کا شرعا کیا حکم ہے؟

ج: احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال جانوروں میں سے دو جانور ایسے ہیں جنہیں مردہ ہونے کے باوجود بھی کھانا جائز ہے، ایک ٹڈی دوسرے مچھلی۔ ان جانوروں کے علاوہ کوئی حلال جاندار کو ذبح شرعی کے بغیر کھانا جائز نہیں۔ لہٰذا ایسی مچھلی جو پانی میں اپنی موت مر کر الٹی نہ ہوگئی ہو بلکہ کسی آفت کی وجہ سے مرگئی ہو مثلاً پانی کی گرمی، پانی کی ٹھنڈک یا دوا کے چھڑکاؤ یا کسی شکاری کے ڈنڈے کی ضرب یا کسی چیز کے ڈالنے کی وجہ سے، تو ایسی مچھلی کو مردہ ہونے کے باوجود بھی کھانا درست ہے، البتہ ایسی مچھلی جو اپنی موت مر کر اس طرح الٹ گئی ہو کہ پیٹھ نیچے اور پیٹ اوپر ہوگیا ہو تو اس کو کھانا جائز نہیں ہے، اپنی موت مرنے اور آفت سے مرنے کی پہچان فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ اگر وہ مرنے کے بعد اس طرح الٹ جائے کہ پیٹھ نیچے اور پیٹ اوپر ہوجائے تو یہ اپنی موت مرنے کی وجہ سے ہوگا اور اس کا کھانا درست نہیں ہوگا اور اگر اس طرح نہ الٹی ہو تو وہ آفت کی وجہ سے مرنے والی سمجھی جائے گی اور اس کا کھانا درست ہوگا۔

و لا یحل حیوان مائی إلا السمک الذی مات بآفة ...غیر الطافی علی وجه الماء الذی مات حتف أنفه و هو ما بطنه من فوق فلو ظهره من فوق فلیس بطاف فیؤ کل. (الدرالمختار ۲/ ۲۲۹ کتاب الذبائح)

س: عورتیں کون سی مسجد کی اذان کے بعد نماز پڑھیں؟ بعض خواتین کا ماننا ہے کہ محلّہ کی مسجد کی اذان کے بعد ہی پڑھیں۔

ج: یہ سمجھنا کہ جب تک محلّہ کی اذان نہ ہوجائے، عورتوں کے لیے گھر میں نماز ادا کرنا درست نہیں، یہ بات صحیح نہیں، صحیح یہ ہے کہ وقت شروع ہونے کے بعد اذان سے پہلے بھی نماز ادا کی جاسکتی ہے، اذان اوقاتِ نماز سے مطلع کرنے، اور مسجد کی طرف بلانے کے لیے ہے، ایسا نہیں ہے کہ وقت شروع ہوجانے کے بعد جب تک اذان نہ ہوجائے، نماز ہی درست نہ ہو، خواتین اذان سے پہلے نماز ادا کرسکتی ہیں۔

الأذان لغة: الإعلام، قال الله تعالی: و أذّن فی الناس بالحج. ای اعلمهم به. و شرعًا: الإعلام بوقت الصلاة المفروضة، بألفاظ معلومة مأثورة، علی صفة مخصوصة. (۲/ ۳۵۷، اذان، التعریف (الموسوعۃ الفقہیۃ)

(مستفاد: کتاب الفتاویٰ: ۲/ ۱۲۱)

س: فجر کی نماز سے پہلے یا بعد میں قضا عمری پڑھنا جائز ہے یا نہیں، کن اوقات میں پڑھ سکتے ہیں؟

ج: نماز عصر کے بعد، اور پہلے، اسی طرح فجر کی سنتوں کے بعد، اور پہلے، قضاء عمری پڑھنا جائز ہے۔

تسعة اوقات یکره فیها النوافل ... منها ما بعد طلوع الفجر قبل صلوة الفجر ویجوز فیها الفائتة. (هندیة، کتاب الصلاة، الفصل الثالث فی بیان الاوقات التی لاتجوز فیها الصلاة وتکره فیها

(زکریا ۱/ ۵۲، جدید زکریا دیوبند ۱/ ۱۰۹)

س: عورتوں کو پلکوں اور رخساروں پر کلر لگانا کیسا ہے؟

ج: بیوی کا اپنے خاوند کے لئے زیب و زینت اختیار کرنا درست ہے، لہٰذا اگر یہ عمل شوہر کی خوشنودی کے لئے کیا جائے تو درست ہے، ورنہ نہیں۔

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

آخری صفحہ

ایک ٹوٹے ہوئے دل کا غم بانٹنا
حج اکبر سے بھی ہے سوا دوستو!

سعید جدہ ائرپورٹ پر بیٹھا ہوا اپنی فلائٹ کا انتظار کر رہا تھا، جب کہ اس کے ساتھ ہی اس کا ہم وطن دوسرا مصری حاجی بھی بیٹھا ہوا تھا جس کے چہرہ سے آسودگی کی تراوٹ جھلک رہی تھی، دونوں حج کے مناسک ادا کرنے کے بعد وطن واپس جانے والے حاجیوں میں شامل تھے، اچانک سعید کے ساتھ بیٹھے حاجی نے ایک لمبی سی سانس لی اور اپنا تعارف کرایا، میں بزنس مین ہوں، اور الحمدللہ یہ میرا دسواں حج ہے، اللہ پاک کا میرے اوپر یہ بڑا فضل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر حج کے بعد مجھے رب کے زیادہ قریب ہونے کا موقع ملا ہے، اس کے بعد اس نے استفسارانہ نظروں سے سعید کی طرف دیکھا، گویا جواباً اس کے تعارف کا منتظر ہو، سعید مسکرایا اور بولا بھائی میرے حج کا قصہ کچھ زیادہ ہی طویل اور گنجلک ہے، میں آپ کا سر کھانا نہیں چاہتا۔ کوئی بات نہیں، ایک تو ہم یہاں انتظار کے سوا کچھ کر نہیں رہے، دوسرے یہاں کھانے کی ہر چیز باہر سے بیس گنا زیادہ مہنگی ہے، بس ایک سر ہی کھانے کو فری میں ہے، دوسرے حاجی عبدالباری نے ہنستے ہوئے کہا۔

سعید خیالوں میں کھو گیا، جیسے فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ اپنی کہانی کو کہاں سے شروع کرے، میرے بھائی میں ایک پرائیویٹ اسپتال میں فزیوتھراپسٹ ہوں، سعید نے آخرکار بولنا شروع کیا، میں نے تیس سال اپنی تنخواہ میں سے تھوڑی تھوڑی رقم کٹوا کر اس حج کی تیاری کی تھی، اس سال میرے حج کے اخراجات پورے ہو گئے تھے، جنھیں لے کر میں اسپتال کے فائینَنس ڈپارٹمنٹ سے نکلا ہی تھا کہ اچانک ایک خاتون کو دیکھا جس کا بیٹا ایکسیڈنٹ میں تقریباً معذور ہو گیا تھا مگر پچھلے چھ ماہ میں میری انتھک محنت اور پیار و شفقت کی وجہ سے وہ پچاس فیصد ٹھیک ہو گیا تھا، جب کہ امید تھی کہ مزید چھ ماہ بعد وہ مکمل صحت یاب ہو جائے گا، اس خاتون نے مجھے سلام کیا اور بجھے ہوئے لہجہ میں بتایا کہ وہ لوگ اسپتال چھوڑ کر جا رہے ہیں، شاید پھر ہماری ملاقات نہ ہو، لہٰذا میں آپ کو ڈھونڈھ رہی تھی۔ اس پر مجھے کافی اچنبھا ہوا، مجھے لگا جیسے وہ میرے علاج سے مطمئن نہ ہو۔ کیا آپ میرے طریقہ علاج سے مطمئن نہیں ہیں، میں نے اس خاتون سے سوال کر ہی لیا۔ نہیں نہیں، ڈاکٹر صاحب ایسی بات نہیں ہیں، آپ نے بچے کو ڈاکٹر کے بجائے باپ بن کر سنبھالا ہے، میرا تو رواں رواں آپ کو دعائیں دیتا ہے، آپ نے میرے بچے میں نہ صرف جینے کی جوت جگا دی بلکہ اپنی ڈیوٹی سے ہٹ کر اس کو وزٹ کیا، اور تحفے تحائف بھی دیئے، جس کے لئے ہم میاں بیوی آپ کے بہت شکر گزار ہیں۔ پھر آپ اسپتال چھوڑ کر کیوں جا رہی ہیں؟ میں نے حیرانی سے پوچھا، مگر وہ میری بات کا جواب دیئے بغیر مریض کے کمرہ کی طرف چل دی، میں سیدھا ایڈمن آفس کی طرف گیا، اور بچہ کا کمرہ نمبر بتا کر پوچھا یہ لوگ اسپتال کیوں چھوڑ رہے ہیں؟ وہ چھوڑ نہیں رہے ہیں، بلکہ ان کو کمرہ خالی کرنے کا نوٹس دیا گیا ہے، لڑکے کا والد جوب سے فارغ کر دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے وہ لوگ اسپتال کے چارجز دینے کے قابل نہیں ہیں، لہٰذا انھیں کمرہ خالی کرنے کو کہہ دیا گیا ہے، میں وہاں سے منیجر صاحب کے آفس میں گیا اور ان سے درخواست کی کہ بچہ کو علاج جاری رکھنے کی اجازت دی جائے، میری بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ مدیر نے نہایت روکھے پن سے کہا: سعید یہ ایک پرائیویٹ اسپتال ہے کوئی چیرٹی ادارہ نہیں، یہاں وہی علاج کرا سکتا ہے جو اخراجات کی سکت رکھتا ہو، مدیر کا دوٹوک جواب سن کر جوں ہی میں مڑا، تو میرا دایاں ہاتھ میری جیب سے ٹکرایا،

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF Created by # Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com}

جس میں میرے حج کے پیسے رکھے تھے، دفتر سے نکل کر میں نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا: اے اللہ تو اچھی طرح جانتا ہے مجھے تیرے گھر آنے کا کس قدر شوق ہے، اور اب جبکہ میرا خواب ایک حقیقت بننے والا ہے، تو اس بچہ کی زندگی کا سوال کھڑا ہوگیا ہے، اے اللہ میں مجبور ہوں، مگر تو بے نیاز ہے، میں حج پر نہ آسکا تب بھی اپنے فضل سے محروم مت کرنا، میں وہاں سے سیدھا اکاؤنٹینٹ آفس میں آیا اور اس بچہ کے اگلے چھ ماہ کے اخراجات جمع کرا کر اس کے ڈسچارج آرڈر کینسل کرادیئے، الحمدللہ میرا دل سکون سے بھر گیا تھا، مگر حج پہ نہ جاسکنے کی کسک اپنی جگہ تھی۔

پھر آپ نے اپنے حج کے اخراجات جب اس بچہ کے لئے دے دیئے، تو آپ حج پر کیسے آگئے؟ عبدالباری نے بے چینی سے سوال کیا، میں جب گھر آکر لیٹا تو حج کا ایک ایک منظر میری آنکھوں میں گھوم رہا تھا، میں نے کئی بار بیت اللہ کا خیالی طواف کیا، کئی بار لبیک اللھم لبیک کہہ کر مجمع کے ساتھ ان کی آواز کا حصہ بن گیا، پتہ نہیں کب میری آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہوگئے اور میں بہتے آنسوؤں کے ساتھ سوگیا، میں نے دیکھا کہ بیت اللہ کا طواف کررہا ہوں، اور لوگ مجھے میرا نام لے لے کر حج کی قبولیت کی بشارت دے رہے ہیں، **حجا مبرورا، یا حاج سعید، لقد حججت فی السماء قبل ان تحج فی الارض، دعواتک لنا یا حاج سعید.**

اے سعید! اللہ نے تیرا حج قبول کرلیا، تو نے زمین سے پہلے آسمان پر حج کیا ہے؟ ہمارے حج کی قبولیت کے لئے بھی دعا کرو، اسی کیفیت میں فون کی گھنٹی نے مجھے جگادیا، فون پر اسپتال کا منیجر تھا جو کہہ رہا تھا کہ اسپتال کا مالک حج پر جارہا ہے، وہ اپنے خاص معالج کے بغیر کبھی نہیں جاتا، مگر اس دفعہ اس کے معالج کی بیوی شدید بیمار ہوگئی ہے، وہ بیوی کو اس حال میں چھوڑ کر حج کو نہیں جاسکتا، لہٰذا آپ کو ان کے ساتھ بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا ہے، آپ اپنے ضروری کاغذات ایڈمن آفس میں پہنچادیں، میں نے سب سے پہلے تو شکرانہ کے نفل ادا کیے، پھر کاغذات آفس والوں کے حوالہ کیے، یوں اللہ پاک نے مجھے اپنے گھر بلانے کا انتظام کردیا، حج کے بعد اسپتال کے مالک نے مجھے میری خدمت کا معاوضہ دینا چاہا، تو میرے آنسو نکل پڑے، اور میں نے اس کو بتایا کہ اس نے مجھے حج کروا کر مجھ پر اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ مجھے اپنا خادم بنالیا ہے، لہٰذا میں نے جو بھی اس کی خدمت کی ہے وہ اس کے احسان کے مقابلہ میں کچھ نہیں ہے، لہٰذا وہ معاوضہ کی بات کرکے مجھے گناہ گار نہ کرے، پھر میں نے اس کو سارا واقعہ تفصیل کے ساتھ سنایا، جس پر اس نے مکہ سے ہی فون کرکے اس بچہ کے مکمل علاج تک اسپتال میں بلا معاوضہ رکھنے کے احکامات جاری کردیئے، اس خاتون کے شوہر کو اپنی ایک فیکٹری میں سپروائزر کی پوسٹ پر رکھ لیا اور اسپتال انتظامیہ کو میرے سارے پیسے مجھے واپس کرنے کے لئے کہہ دیا۔

یوں اللہ پاک نے مجھے فری میں حج کرادیا، عبدالباری کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے، اس نے اٹھ کر سعید کا ماتھا چوما، اسے مبارکباد دی اور کہا، کہ سمجھتا تھا کہ میں نے دس حج کرکے اللہ پاک کا بہت قرب حاصل کیا ہے، مگر آج مجھے لگتا ہے کہ میرے ایسے ہزار حج بھی تیرے ایک حج کے برابر نہیں، میں تو خود حج پر آتا رہا ہوں، اور تجھے تو اللہ خود اٹھا کر اپنے گھر لایا ہے۔

حاجی سعید! اللہ پاک سے میرے حج کی بھی قبولیت کے لئے دعا کرو، اللہ تمہارے حج میں برکت دے۔

نوعمری کے دور میں جب شاعری کی تک بندی کا شوق اس حقیر کو لگا تھا تو میرے اللہ نے اسی طرح کے ایک واقعہ کے تناظر میں ایک شعر کہلوایا تھا:

ایک مجبور انسان پہ مشق ستم آدمی کے لئے کفر سے کم نہیں
ایک ٹوٹے ہوئے دل کا غم بانٹنا حج اکبر سے بھی ہے سوا دوستو

کاش اللہ تعالی اپنی بارگاہ میں قبولیت کا یہ خاص الخاص راز امت کے ہر حاجی کو سمجھادیں!!

●●●●

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان